احسن الحدیث فی ابطال التثلیث

ادریس (محمد)

احسن الحدیث

فی

ابطال التثلیث

اس کتاب میں انتہائی محققانہ انداز سے اسلام کی
کی گئی ہے، اور عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کا عقلی اور نقلی دلائل
سے رد کیا گیا ہے

مؤلفہ

حضرت مولینا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

علمی مرکز، انارکلی، لاہور

قال الله تعالیٰ

لا تقولوا ثلٰثة انتهوا خیرا لکم انما الله اله واحد سبحٰنه ان یکون له ولد

احسن الحدیث

فی

ابطال التثلیث

از ادارۂ اشرف التبلیغ جامع مسجد نیلا گنبد شائع کردہ شد

از افاضات حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب کاندھلوی دام فیضہم

شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اشرفیہ - لاہور

ملنے کا پتہ :- علمی مرکز لکشمی نرائن اسٹریٹ نئی انارکلی - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل ویعلمہ علماء بنی اسرائیل۔ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین۔

امّا بعد

قُل یٰاَھلَ الکتابِ تعالَوا الیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا وبینکم اَن لا نعبُدَ الا اللہَ ولا نُشرِکَ بہٖ شیئًا ولا یتخِذَ بعضُنا بعضًا اربابًا من دونِ اللہِ فاِن تولَّوا فقولُوا اشہدُوا بانّا مسلمون ٥

اے اہل کتاب آؤ میں تمکو دعوت دیتا ہوں ایک ایسے امر کی کہ جو ہم میں اور تم میں مسلّم ہے وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرینگے اور نہ کسی کو خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک کرینگے اور نہ خدا کے سوا ایک دوسرے کو رب بنائینگے پس اگر اہل کتاب اس صریح حق اور واضح ہدایت سے اعراض اور روگردانی کریں تو لوگ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ایک خدا کے پرستار اور فرمانبردار ہیں ؛

اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند ذوالجلال وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے نہ ذات میں کوئی اُسکا شریک ہے اور نہ صفات میں اور نہ کوئی اسکے مشابہ اور مانند ہے وہ بے مثل اور بے چون وچگون ہے اور نہ کسی کے ساتھ متحد ہے اور نہ وہ کسی میں حلول کیے ہوئے ہے جسمانیت اور صورت اور شکل سے پاک اور منزہ ہے جہت اور مکان اور زمان سب سے بالا اور برتر ہے۔

جسم ہو یا صورت اور شکل ہو۔ جہت اور مکان ہو یا وقت اور زمان ہو زمین ہو یا آسمان ہو سب اسیکی مخلوق ہے۔

یہ ایسا صاف اور واضح عقیدہ ہے کہ بے شمار عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے اور اسی پر تمام انبیاء ورسلین کا اجماع ہے۔

نصاریٰ زبان سے تو توحید کا اقرار کرتے ہیں اور جب اُنکے سامنے توحید کا مسئلہ پیش کیا جاتا ہے

تو کہتے ہیں کہ ہم بھی خدا کو ایک مانتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی درجہ میں ہر مذہب والا مجبوراً توحید کا اقرار کرتا ہے۔
لیکن آگے چلکر اسمیں ایسا تصرف اور ایسی تحریف کرتے ہیں کہ حقیقت ہی بدل جاتی ہے
چنانچہ نصاریٰ ایک طرف تو زبان سے توحید کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف الوہیت مسیح کے
قائل ہیں اور تثلیث کا عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ توریت اور انجیل میں کسی جگہ لفظ تثلیث موجود
نہیں اور نہ حضرت عیسیٰ یا کسی حواری نے یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو اگر بایں ہمہ نصاریٰ
تثلیث کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جوہر واحد کے تین اقنوم (حصہ اور جزء) ہیں اب[1]
(باپ) ابن[2] (بیٹا) روح القدس[3] یعنی جبریل امین اور یہ تینوں ملکر ایک خدا ہوا اور بعض عیسائی
بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو تیسرا اقنوم قرار دیتے ہیں اور انکو خدا کی والدہ کی نام سے
پکارتے ہیں اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے خدا کی والدہ ہم پر رحم کر اور ہمیں رزق دے
غرض یہ کہ نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ جوہر واحد کے تین اقنوم ہیں ایک تین میں ہے اور تین
ایک میں ہے اور وہ اسکو توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے نام سے موسوم کرتے
ہیں یہ عیسائیوں کی ایسی بھول بھلیاں ہے کہ جسکا انہیں خود بھی پتہ نہیں۔

نصاریٰ کو خود اسکا اعتراف ہے کہ اس عقیدہ کے اثبات کیلئے ہمارے پاس کوئی عقلی
دلیل نہیں اور نہ توریت اور انجیل کی کوئی صریح شہادت ہے کہ جسمیں یہ حکم دیا گیا ہو کہ
تم خدا کے تین اقنوم مانو اور تثلیث کا عقیدہ رکھو حالانکہ مذہب نصاریٰ میں عقیدۂ
تثلیث بنیادی عقیدہ ہے اور اصل ایمان اور مدار نجات ہے یہ عقیدہ نہ حضرت مسیح سے
منقول ہے اور نہ کسی حواری سے اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید حقیقی ہے جو بے شمار عقلی اور
نقلی دلائل سے ثابت ہے اور نصرانیت کا بنیادی عقیدہ تثلیث ہے جسپر نہ کوئی عقلی دلیل
ہے اور نہ نقلی اور اسدرجہ گول مول ہے کہ بڑے بڑے پادری اسکے مقر ہین کہ ہم اس
تثلیث کے سمجھنے اور سمجھانیسے قاصر اور عاجز ہیں یہ ایسا مسئلہ ہے کہ نہ عاقل کے عقل میں
آسکتا ہے اور نہ وحشی اور غافل کے حلق کے نیچے اتارا جاسکتا ہے دنیا میں عیسائی مشن کا
جال بچھا ہوا ہے اور لوگ عیسائی بن رہے ہیں سو اسکی وجہ یہ نہیں کہ عیسائی مذہب کوئی عقلی
اور فطری مذہب ہے اور عقل اور فطرت کے مطابق ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ دولت ثروت

کی فراوانی کیوجہ سے زن اور زر کا جال بچھا ہوا ہے اس لئے شہوت پرست اس جال میں پھنس رہے ہیں اور زن و زر ایسا وسیلہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے جس شہوت پرست کو چاہو جال میں پھنسالو۔ اور جس چیز کی الوہیت اور ابنیت کا اس سے اقرار کرانا چاہو اقرار کرالو۔

اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ بھلا تونے اس شخص کو دیکھا بھی ہے جس نے خواہش نفس کو اپنا معبود اور مسجود بنالیا۔

جدھر نفسانی خواہش اُسے لیجاتی ہے اُدھر دوڑا چلا جارہا ہے اور جہاں اُسے رکوع و سجود کیلئے اشارہ کرتی ہے وہاں رکوع اور سجدہ میں چلا جاتا ہے اُسے حق اور باطل سے کوئی بحث نہیں نفسانی خواہش نے اسکو اندھا اور بہرا بنا رکھا ہے۔

زن اور زر کا لالچ دیکر جس چیز کی دعوت دیجائے وہ تبلیغ نہیں بلکہ وہ اغوا ہے تبلیغ وہ ہے کہ جو دلائل اور براہین کے ذریعہ سے ہو۔ دلیل و برہان کی قوت اور طاقت سوائے مذہب اسلام کے کسی مذہب کے پاس نہیں۔

عیسائیوں میں بہت سے فرقے ہیں زیادہ مشہور چار فرقے ہیں۔ یعقوبیہ[۱] - اور ملکانیہ[۲] اور نسطوریہ[۳] اور مرقوسیہ[۴] ان میں سے فرقہ یعقوبیہ اور ملکانیہ مسیح کو عین خدا کہتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ذات عیسیٰ میں حلول کیا ہے اور اسکی ساتھ متحد ہوگیا ہے اور فرقۂ نسطوریہ اور مرقوسیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا تین اقنوم سے مرکب ہے یعنی اُسکے تین جزء ہیں۔ باپ - بیٹا روح القدس انمیں سے ہر ایک خدا ہے اور ان تینوں کا مجموعہ ملکر ایک خدا ہے۔

اور بعض نصاریٰ تثلیث کے تو قائل تھے مگر بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو تثلیث میں داخل کرتے تھے عقیدۂ تثلیث کا بانی سبانی پولوس ہوا جس نے نصاریٰ میں یہ عقیدہ پھیلایا۔

نصاریٰ میں جب عقیدۂ تثلیث شائع ہوا تو آریوس وغیرہ نے بڑے زور سے اس عقیدہ کی تردید کی آریوس اسکندریہ کا ایک بڑا نامی قسیس تھا وہ علی الاعلان حضرت مسیح کی الوہیت سے انکار کرتا تھا آریوس نہ حلول کا قائل تھا نہ اتحاد کا اور نہ تثلیث کا آریوس یہ کہتا تھا

کہ خدا تعالےٰ ایک ہے اور عیسیٰ علیہ السلام خدا کے مخلوق ہیں مگر افضل المخلوقات ہیں جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ بندہ اور رسول تھے اور اپنے زمانہ میں افضل الخلائق تھے آریوس کا بھی یہی عقیدہ تھا آریوس کا یہ عقیدہ جب لوگوں میں شائع ہوا تو اہل تثلیث کو فکر دامنگیر ہوئی اور شہر نائیس میں قسطنطین شاہ روم کے سامنے مجلس مناظرہ منعقد کی آریوس نے اپنے عقیدۂ توحید کی شرح اور تفصیل کی۔ مناظرہ نے طول پکڑا بالآخر مجلس کی اکثریت سے مسئلہ تثلیث طے ہوا۔ اور شاہ قسطنطین نے عقیدہ تثلیث کی حمایت کی اور حکم جاری کیا کہ جو شخص تثلیث سے انکار کریگا اسکا مال ضبط کیا جائیگا اور اس شخص کو جلا وطن کر دیا جائے گا تب اکثر لوگوں نے بادشاہ کے خوف سے تثلیث کو قبول کیا اور علماء نصاریٰ نے بادشاہ کے خوف سے عقیدۂ تثلیث پر دستخط کر دیے اسوقت سے تثلیث کا سلسلہ چلا اور اس عقیدۂ تثلیث پر جو متفقہ تحریر تیار کی گئی اس کا نام امانت رکھا گیا۔ اس امانت کی خیانت کو علامہ آلوسی نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو روح المعانی صـ۲۳ جـ۶ پارہ ششم تحت تفسیر ولاتقولوا ثلاثۃ۔ والجواب الفسیح لما لفقہ عبد المسیح از صـ۱۶/۱۷ تا صـ۲۱ و نوید جاوید صـ۵۵ مصنفہ مولانا سید ابو المنصور۔

یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ بھی الوہیت کو صرف خدا کیلئے مانتے تھے اور حضرت مسیح کو صرف انسان اور الہام یافتہ کہتے تھے لیکن اب عام طور پر نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالےٰ تین ہیں ایک باپ اور ایک بیٹا اور ایک روح القدس پھر یہ تینوں ایک ہیں اور ایک تین ہیں اور جو نصاریٰ آریوس کی طرح توحید کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قلیل ہیں۔

جو نصاریٰ۔ الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور تثلیث کے قائل ہیں۔ اہل اسلام کے ساتھ انکا نزاع ان دو مسئلوں سے شروع ہوتا ہے۔

اوّل مسئلہ توحید باری تعالےٰ۔ دوسرا مسئلہ اثبات رسالت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ والف تحیہ اور نصاریٰ کا جو فرقہ۔ توحید باری تعالےٰ کا قائل ہے اور الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور تثلیث کا قائل نہیں بلکہ حضرت مسیح کو خدا کا برگزیدہ بندہ اور رسول مانتا ہے تو اہل اسلام کا نزاع اس فرقہ سے مسئلہ توحید میں نہیں بلکہ مسئلہ رسالت میں ہے اس فرقہ

سے اگر گفتگو کی جائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تم حضرت عیسیٰ کو کس دلیل سے نبی اور رسول مانتے ہو جو دلیل بھی حضرت عیسیٰ کی نبوت کی بیان کرے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ دلائل نبوت اور براہین رسالت سب سے بڑھکر نکلینگے اسطرح آپکی نبوت ورسالت بسہولت ثابت ہو جائیگی۔

زیر نظر رسالہ نصاریٰ کے اُن فرقوں کے رد میں ہے کہ جو الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور حلول اور اتحاد اور تثلیث حقیقی کے قائل ہیں۔

نصاریٰ کا یہ عقیدۂ تثلیث اگرچہ بدیہی البطلان ہے لیکن عام لوگوں کی ہدایت اور بصیرت کے لئے ایک مختصر تحریر ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جسمیں تثلیث کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے باطل کیا گیا ہے اللہ مجھکو اور میری اولاد کو اور احباب کو اور تمام اہل اسلام کو اسلام پر استقامت نصیب فرمائے اور نصاریٰ کو ہدایت نصیب فرمائے آمین یارب العالمین اور اس رسالہ کا نام احسن الحدیث فی ابطال التثلیث تجویز کرتا ہوں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ؕ

فصل اوّل

مشتمل بر خلاف عقل بودن توحید فی التثلیث وتثلیث فی التوحید

نصاریٰ جس طرح اسکے قائل ہیں کہ خدا حقیقۃً تین ہیں۔ اب[1] اور ابن[2] اور روح القدس۔ اسی طرح اسکے بھی قائل ہیں کہ تینوں حقیقت میں ایک ہیں اور ان تینوں کو اقانیم ثلثہ کہتے ہیں سو توحید بھی حقیقی مانتے ہیں اور تثلیث بھی حقیقی مانتے ہیں۔ حقیقت کی رو سے خدا کو ایک بھی کہتے ہیں اور حقیقت ہی کی رو سے خدا کو تین بھی کہتے ہیں۔ لیکن اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ ایک اور تین کا حقیقۃً ایک ہونا دن کے رات اور رات کے دن ہونے سے زائد محال ہی بلکہ ایسا ناممکن اور محال ہے کہ کسی عاقل کو اس کے محال ہونے میں کوئی شک اور شبہ ہو کیا کسی مذہب کے بطلان کیلئے یہ کافی نہیں کہ اسکا بنیادی عقیدہ ہی تمام اہل عقل کے نزدیک محال

اور باطل ہو گئے

خشت اوّل چوں نہد معمار کج **تا ثریا می۔ رود دیوار کج**

(۱) حیرت تو یہ ہے کہ ایک اور چار کا ایک اور پانچ کا ایک اور چھے کا الی وغیر ذلک حقیقۃً ایک ہونا نصاریٰ کے نزدیک بھی محال ہے۔ ایک عدد دوسرے عدد سے بالکل مغائر ہے مگر نہ معلوم ایک اور تین میں کیا خصوصیت ہے کہ یہ دونوں عدد تو باہم متحد ہو جائیں اور اس کے سوا کوئی عدد بھی دوسرے عدد کے ساتھ متحد نہ ہو سکے۔ نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ توحید تثلیث کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے مگر توحید۔ تربیع اور تخمیس وتسدیس وغیرہ وغیرہ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی یہ خاصہ صرف تثلیث کا ہے کہ توحید اسکی ساتھ جمع ہو سکتی ہے کسی اور عدد کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی عیسائیونکی یہ ایک مجذوبانہ بڑ ہے جسپر کوئی دلیل نہیں اور اگر ہے تو لائیں اور بتلائیں اور دکھلائیں

(۲) علاوہ ازیں ایک تین کے لئے جزء ہے اور تین ایک کے لئے کل ہے اور جزء کا کل ہونا اور کل کا جزء ہونا ایسا بدیہی محال ہے کہ جس میں کسی قسم کا بھی تردد نہیں ہو سکتا۔

(۳) نیز واحد بسیط ہے تین کی طرح چند آحاد (اکائیوں) سے مرکب نہیں پس مرکب اور غیر مرکب کا کیسے اتحاد ہو سکتا ہے۔

(۴) نیز ایک تین کا ثلث یعنی تہائی ہے پس اگر ایک اور تین متحد ہوں تو اس اتحاد کی وجہ سے جس طرح ایک تین کا ثلث ہے اسیطرح ایک اپنا بھی ثلث اور تہائی ہوگا اور کسی شے کا اپنا ثلث ہونا ایسا ظاہر البطلان ہے جس سے غالباً بچے بھی بے خبر نہ ہوں گے۔

(۵) نیز جب جزء اور کل متحد ہوئے تو جس طرح کل قابل تقسیم ہے اسی طرح جزء بھی قابل تقسیم ہوگا۔ اور اس تقسیم کے بعد جو اجزاء پیدا ہوں گے وہ بھی اس اتحاد کی وجہ سے وہ بھی قابل تقسیم ہوں گے۔ غرض یہ کہ اسی طرح ایک سلسلہ چلے گا اور واجب الوجود کا غیر متناہی اجزاء سے مرکب ہونا لازم آئے گا۔

(۶) نیز جب ایک اور تین متحد ہوئے اور ایک تین سے جزء ہونے کیوجہ سے مقدم ہے اور تین کل ہونے کی وجہ سے موخر ہے۔ سو جب ایک اور تین متحد ہونگے تو مقدم کا موخر اور موخر کا مقدم ہونا لازم آئے گا بلکہ شئی کا خود اپنے سے مقدم ہونا لازم آئے گا۔ اور یہ بداہۃً محال ہے

(۷) نیز جب اقانیم ثلاثہ میں سے ہر ایک اقنوم ایک مستقل اور علحدہ ذات ہے اور ہر ایک کا ممیز؟

علیحدہ اور جدا جدا اور مخصوص نام ہے جو دوسرے پر نہیں بولا جاتا تو پھر توحید کہاں باقی رہی۔ تین علیحدہ علیحدہ ذاتوں کو علیحدہ علیحدہ اور مستقل خدا ماننا توحید کی صریح نقیض ہے اور تعدد وجباء اور تعدد قدماء کا اقرار اور اعتراف ہے۔

(۸) نیز اقنوم ابن محدود ہے اور اقنوم اب غیر محدود ہے اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ اقنوم ابن اقنوم اب کے ساتھ متحد ہے اور تمام عقلاء اس کے قائل ہیں کہ محدود کا غیر محدود کے ساتھ متحد ہونا عقلاً محال ہے۔

(۹) نیز نصاریٰ کے نزدیک تثلیث بھی حقیقی ہے اور توحید بھی حقیقی ہے اور ظاہر ہے کہ توحید حقیقی حقیقی وحدت کو مقتضی ہے اور تثلیث حقیقی حقیقی کثرت کو مقتضی ہے اور کثرت حقیقیہ اور وحدت حقیقیہ ایک دوسرے کی ضد ہیں پس نصاریٰ کا توحید اور تثلیث دونوں کو حقیقی ماننا اجتماع ضدین کا قائل ہونا ہے جو باجماع عقلاء باطل ہے پس جو تثلیث کا قائل ہے وہ کسیطرح موحد نہیں ہو سکتا

(۱۰) بقول نصاریٰ اگر ذات باری تعالےٰ میں تین اقانیم پائے جائیں کہ جو ایک دوسرے سے بالکل جدا اور ممتاز ہوں تو لازم آئے گا کہ باری تعالےٰ کیلئے کوئی حقیقت واقعیہ نہو اسلئے کہ چند اجزاء سے ملکر حقیقت واقعیہ جب بنتی ہے کہ جب اجزاء میں باہم علاقہ افتقار اور ارتباط کا ہو اگر دو یا تین پتھروں کو پاس پاس ملاکر رکھدیا جائے تو ان تین پتھروں سے کوئی مرکب حقیقی نہ تیار ہوگا بلکہ وہ ایک محض مرکب اعتباری ہوگا پس اگر باری تعالےٰ تین اقانیم سے مرکب ہو کہ جنمیں سے ہر ایک واجب الوجود ہو اور ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز ہو تو ان اجزاء واجبہ کے ملکر کوئی مرکب حقیقی نہ بنے گا بلکہ ایک مرکب اعتباری بنے گا۔

(۱۱) نیز مرکب ترکیب میں اجزاء کا محتاج ہوتا ہے تو باری تعالیٰ کا محتاج ہونا لازم آئیگا جو عقلاً محال ہے

(۱۲) اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ نصاریٰ خدا کے تین جزء مانتے ہیں اور ہر جزء کو خدا بھی کہتے ہیں اور پھر ہر خدا کو پورا اور مکمل بھی مانتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب خدائی میں سے ایک جزء کم ہو گیا تو خدائی ناتمام اور ناقص رہ گئی اور اگر یہ کہیں کہ اگرچہ ایک جزء کم ہو گیا مگر خدائی پھر بھی مکمل رہی تو پھر اسکا مطلب یہ ہوگا کہ خدائی کا یہ جزء فالتو اور بے کار تھا سو یہ پہلے محال سے بھی بڑھکر محال ہے کہ خدا بھی فالتو اور بے کار ہو ۱۳۔ نیز ترکیب سے پہلے تفریق ضروری ہے متفرقات کو جمع کر دینے کا نام ترکیب ہے

اور پھر ہر مرکب کا انجام عقلاً فنا اور تفریق ہے پس نصاریٰ کے مذہب پر واجب الوجود کی حقیقت سوائے جمع اور تفریق کے کیا نکلی

پادریوں کی طرف سے اقانیم ثلاثہ کی تاویل اور اہل اسلام کی طرف سے اسکا جواب

اہل اسلام۔ جب نصاریٰ سے یہ کہتے ہیں کہ تثلیث تو۔ توحید کی صریح نقیض ہے تو پھر توحید اور تثلیث کا قائل ہونا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے تو اسکے جواب میں بعض پادری یہ کہتے ہیں کہ یہ تین اقانیم مستقل ذوات اور اشخاص کا نام نہیں بلکہ یہ تین اقانیم۔ اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات ہیں جن سے مقصود اللہ کا وجود اور نطق اور حیات ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان صفات کے ساتھ موصوف ہے۔

اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ اقنوم علم (یعنی حضرت مسیح) اور اقنوم حیات (یعنی روح القدس) کو باری تعالےٰ سے وہ نسبت ہے کہ جو روشنی اور شعاع اور حرارت و تمازت کو آفتاب سے نسبت ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ توحید اور تثلیث میں فقط اجمال اور تفصیل کا فرق ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ یہ تعدد اعتباری ہے تعدد حقیقی نہیں لہذا اقانیم ثلاثہ کے ماننے سے توحید میں کوئی خلل نہیں آتا۔

جواب

یہ سب صریح مغالطہ اور فریب اور کھلا ہوا مجادلہ اور مکابرہ ہے۔

(اوّل)

حضرت مسیح اور روح القدس کا علیحدہ علیحدہ ذات ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے اور خود نصاریٰ کو اسکا اقرار اور اعتراف ہے کہ اقانیم ثلاثہ میں سے ہر اقنوم ایک جوہر مستقل ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ اقنوم اب علت ہے اور اقنوم ابن معلول ہے پس باوجود اس تعدد شخصی اور جوہری کے یہ کہنا کہ اقانیم ثلاثہ محض اسماء و صفات خداوندی کا نام ہے صریح دروغ بے فروغ ہے اور تعدد شخصی مان لینے کے بعد اسکو تعدد اعتباری یا تعدد صفاتی کہنا بالکل غلط ہے۔

اور اقنوم ابن اور اقنوم حیات کو جو آفتاب کی روشنی اور حرارت سے تشبیہ دی ہے [ملک]
وہ بھی غلط ہے اس لئے کہ آفتاب کی روشنی اور گرمی سے اگر وہ نور اور حرارت مراد ہو کہ
جو ذات شمس اور قرص آفتاب کے ساتھ قائم ہے تو وہ آفتاب کی صفت ہے اور اسیکی ساتھ
قائم ہے اس سے جدا اور علحدہ نہیں۔

اور اگر روشنی اور گرمی سے وہ شعاعیں اور حرارت مراد ہے کہ جو آفتاب سے نکلکر
زمین اور درودیوار پر پڑتی ہیں تو یہ اعراض ہیں کہ جو آفتاب سے نکلکر زمین وغیرہ کیساتھ
قائم ہیں اور یہ اعراض اور آثار نہ آفتاب کا عین ہیں اور نہ آفتاب کے ساتھ قائم ہیں اور
نہ آفتاب کی صفت ہیں اور نہ بنفسہ اور بذاتہ قائم ہیں بلکہ آفتاب کا اثر ہیں جو آفتاب سے
نکلکر دوسری چیز (یعنی درودیوار) کے ساتھ قائم ہیں اور شعاع اور حرارت جواہر نہیں بلکہ
اعراض ہیں جو غیر شمس کے ساتھ قائم ہیں زمین کے ساتھ جو چیز قائم ہے وہ آفتاب کی صفت
نہیں بلکہ صفت آفتاب کا ایک اثر ہے جو اُس سے نکلکر زمین پر واقع ہوا ہے پس اقنوم ابن
اور اقنوم حیات کو یہ کہنا کہ یہ آفتاب کے شعاعوں اور حرارت کے مشابہ ہیں بالکل غلط
ہے اسلئے کہ شعاع اور حرارت کا وجود عرضی ہے جوہری نہیں اور اقنوم ابن اور اقنوم حیات
کا وجود نصاریٰ کے نزدیک وجود جوہری ہے اور جب ان کا وجود جوہری ہوا تو لازم
آئیگا کہ صفت علم اور صفت حیات خدا تعالیٰ سے جدا اور منفصل ہیں اور صفات خداوندی کا
خدا تعالےٰ سے جدا ہونا باتفاق عقلاء محال ہے اور پھر تین مستقل ذوات کو خدا ماننے کے بعد
توحید کا دعویٰ کرنا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے۔

دوم

یہ کہ صفات خداوندی اور اسماء الٰہی تو غیر محدود اور غیر محصور اور غیر متناہی ہیں پس
صفات خداوندی کو اقانیم ثلاثہ میں منحصر کردینا صریح نادانی ہے
وجود اور علم اور حیات کیطرح۔ قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام اور تکوین
وتخلیق وغیرہ وغیرہ یہ بھی باجماع عقلاء صفات خداوندی ہیں تو نصاریٰ ان صفات کو اقانیم

[ملک] دیکھو الجواب الصحیح صہ۱۱۸ ج ۲

کیوں نہیں کہتے تین کی کیا تخصیص ہے

سوم

یہ کہ صفات خداوندی ذات باری تعالیٰ کیلئے لازم ہیں اسکی اولاد نہیں اور نہ اس سے پیدا ہوئی ہیں اور نصاریٰ اسباب کے قائل ہیں کہ اقنوم ابن۔ اقنوم اب سے پیدا ہوا اور یہ اسکا اکلوتا بیٹا ہے تو اگر اقنوم ابن۔ نصاریٰ کے نزدیک کسی صفت خداوندی کا نام ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا صفت کو موصوف کا بیٹا کہنا اور موصوف کو صفت کا باپ کہنا عقلاً جائز ہے۔ موصوف اور صفت کے درمیان۔ علاقہ اتصاف کا ہوتا ہے نہ کہ ولادت کا۔ دنیا میں سوائے نصاریٰ کے موصوف اور صفت میں علاقہ توالد و تناسل کا کوئی عاقل قائل نہیں علاوہ ازیں۔ نصاریٰ اقانیم ثلاثہ کی تفسیر[1] میں حیران اور سرگرداں ہیں اقنوم اب کے متعلق کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ ذات خداوندی مراد ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ وجود مراد ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ جود بمعنی کرم مراد ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ قائم بنفسہ اور قائم بذاتہ مراد ہے جسکو سریانی زبان میں کیان کہتے ہیں۔

اور اقنوم ابن سے کبھی کہتے ہیں کہ کلمہ مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ علم مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ حکمت مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ نطق مراد ہے۔

اور اقنوم ثالث سے کبھی کہتے ہیں کہ حیات مراد ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ قدرت مراد ہے غرض یہ کہ عجیب تحیر ہے۔

بہر حال اقنوم سے جو بھی مراد لو نصاریٰ کی توجیہ نہیں چلتی اقنوم ابن سے خواہ کلمہ مراد لو یا علم و حکمت مراد لو یا نطق مراد لو ان میں سے کوئی چیز بھی ذات اور وجود کا بیٹا نہیں کہلا سکتی۔

نصاریٰ نے اقانیم ثلاثہ کی جو تفسیر کی ہے وہ نہ لغت سے ثابت ہے اور نہ انبیاء سابقین سے منقول ہے اور نہ حضرت مسیح اور حواریین سے مروی ہے اور نہ عقل سے ثابت ہے اور کسی کتاب سماوی کے نقل سے ثابت ہے محض انکی ایک خیالی پلاؤ ہے جس سے آج تک کسی مسیحی کو بھی شکم سیری حاصل نہیں ہوئی۔

---

[1] دیکھو الجواب الصحیح للحافظ ابن تیمیہ صفحہ ۹۱/۲۷۰ و صفحہ ۹۲ ج ۲ و ایضاً صفحہ ۱۴۸ ج ۲

(۴)

نیز لفظ ابن۔ کتب سماویہ ہیں۔ بمعنی صفت خداوندی کبھی بھی استعمال نہیں ہوا اور نہ کسی نبی نے خدا کی کسی صفت علم یا قدرت یا حیات وغیرہ کو خدا اور معبود اور الہ اور ابن اللہ نہیں کہا پس نصاریٰ کے نزدیک جب اقنوم ابن بمعنی علم وحکمت خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے تو اقنوم حیات یعنی روح القدس کیوں خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا اقنوم ابن اگر خدا کا پہلا بیٹا ہے تو اقنوم حیات خدا کا دوسرا بیٹا ہو جائے گا جب خدا کیلئے ایک بیٹا ہونا ممکن ہو گیا تو دوسرا بیٹا ہونا کس دلیل سے محال ہے اور جب اقنوم علم یا اقنوم کلمہ خدا کا مولود اور ابن ہو سکتا ہے تو اقنوم حیات کیوں خدا کا مولود اور ابن نہیں ہو سکتا

بلکہ

اس طرح تو خدا کی ہر صفت۔ خدا کا بیٹا اور معبود ہو سکتی ہے اور خدا کی بیشمار صفتیں ہیں تو اس حساب سے خدا کے بیشمار بیٹے ہو سکتے ہیں لہٰذا نصاریٰ نے جو صفت علم اور صفت کلمہ کو خدا اور ابن اللہ کہنے کیلئے مخصوص کیا اس تخصیص کی وجہ بتائیں۔

نیز تمام عقلاء کا اسپر اتفاق ہے کہ صفات کا وجود جوہری نہیں بلکہ وجود عرضی ہوتا ہے پس اگر نصاریٰ کے نزدیک صفت علم اور صفت حیات کا وجود جوہری اور قائم بنفسہ ہو سکتا ہے تو حق تعالےٰ کی باقی غیر محدود صفات کا وجود کیوں جوہری نہیں ہو سکتا

(۵)

نیز جو مولود ہوتا ہے وہ مخلوق اور حادث ہوتا ہے پس اگر اقنوم علم خدا کی صفت اور خدا کا بیٹا بھی ہے تو صفت خداوندی کا مخلوق ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ عقلاء کا اتفاق ہے کہ صفات خداوندی مخلوق نہیں ہوتیں۔

(۶)

نیز تمام نصاریٰ اسپر متفق ہیں کہ حضرت مسیح ایک مستقل ذات ہیں اور خدا تعالےٰ کے مساوی اور ہم رتبہ ہیں تو پھر اقنوم مسیح کو یہ کہنا کہ وہ محض ایک صفت کا نام ہے صریح جھوٹ ہے صفت موصوف سے علیحدہ ہو کر موجود نہیں ہوتی۔ نصاریٰ یہ نہیں سمجھتے کہ صفت اپنے

موصوف سے جدا مجسم ہو کر چلا پھرا نہیں کرتی حالانکہ حضرت عیسیٰ کا چلنا اور پھرنا اور کھانا اور پینا اور پھانسی پانا نصاریٰ کے نزدیک مسلّم ہے۔ صفات موصوف سے علیحدہ ہو کر موجود نہیں ہوتیں صفات تو موصوف کے ساتھ قائم ہوتی ہیں

۷ — ۸ — ۹ — ۱۰

نیز حضرت عیسیٰ کا مریم عذراء کے شکم سے پیدا ہونا اور انکا کھانا اور پینا اور پھر یہودے بےبہودوں کے ہاتھوں انکا صلیب پر لٹکایا جانا اور قبر میں دفن ہونا یہ تمام چیزیں نصاریٰ کے نزدیک مسلّم ہیں پس اگر اقنوم ابن نصاریٰ کے نزدیک محض ایک صفت خداوندی کا نام ہے تو یہ لازم آئے گا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

(۷)

خداتعالےٰ کی صفت ..... ایک عورت کے شکم سے پیدا ہو سکتی ہے۔

(۸)

اور پھر وہ صفت مخلوق اور مرزوق بھی ہو سکتی ہے۔

(۹)

اور پھر وہ صلیب پر بھی لٹک سکتی ہے۔

(۱۰)

اور پھر صلیب سے اتار کر قبر میں دفن بھی کیجا سکتی ہے۔

(۱۱)

نیز اقنوم علم اور اقنوم کلمہ کا رحم مادر میں قرار پکڑنا اور ایک عورت کا اس سے حاملہ ہونا لازم آئے گا جسکے ماننے کیلئے دنیا میں کوئی دیوانہ بھی نہ ملیگا مگر نصاریٰ ان سب محالات اور خرافات کے ماننے کیلئے دل و جان سے تیار ہیں۔

(۱۲)

نیز نصاریٰ کے نزدیک روح اللہ بمعنی حیات پیدائش عالم سے پہلے پانی پر حرکت کرتی تھی تو کیا نصاریٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفت بھی پانی پر حرکت کیا کرتی ہے۔

(۱۳)

نیز نصاریٰ کے نزدیک حق تعالیٰ اور حضرت مسیح ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں تو نصاریٰ یہ بتلائیں کہ حضرت مسیح کی ساتھ۔ ذات خداوندی متحد ہے یا کوئی صفت خداوندی اگر یہ کہیں کہ ذات خداوندی۔ حضرت مسیح کے ساتھ متحد ہے تو پھر حضرت مسیح کو باپ کہنا چاہئے نصاریٰ اُنکو خدا کا بیٹا کیوں کہتے ہیں یا یوں کہیں کہ وہی باپ ہے اور وہی بیٹا ہے اولاً تو یہ بالکل باطل اور مہمل ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ باپ۔ یعنی حق تعالےٰ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مریم سے مقدم ہیں تو حضرت مسیح اور حق تعالےٰ شانہ جب متحد ہوئے تو حضرت عیسیٰ بھی حضرت مریم پر مقدم ہونگے اور ظاہر ہے کہ بیٹے کا والدہ پر مقدم ہونا تمام عقلاء کے نزدیک باطل ہے۔

اور اگر نصاریٰ یہ کہیں کہ خداتعالےٰ کی کوئی صفت مثلاً کلمہ یا علم وحکمت وغیرہ۔ حضرت مسیح کے ساتھ متحد ہے تو یہ بھی باطل ہے۔ خداتعالےٰ کی کسی صفت کا اُس سے جُدا ہونا اور پھر کسی مخلوق کے ساتھ اسکا متحد ہونا عقلاً محال ہے۔

(۱۴)

نیز اگر نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح محض ایک صفت خداوندی ہیں تو پھر نصاریٰ اُنکو خداوند کیسے کہتے ہیں۔ خداتعالےٰ کے علم اور قدرت اور حیات وغیرہ وغیرہ کسی صفت کو خدا اور معبود اور مسجود نہیں کہہ سکتے۔ نیز جس طرح نفس صفت کو خدا اور معبود نہیں کہہ سکتے اسیطرح کسی صفت کو خالق کائنات بھی نہیں کہہ سکتے پس نصاریٰ ایک طرف تو اقنوم مسیح کو اقنوم صفت بتلاتے ہیں اور دوسری طرف اسکو خالق کائنات اور رازق کائنات بھی مانتے ہیں کیا یہ جمع بین الضدین نہیں کیا نصاریٰ کے نزدیک صفت بھی خالق اور رازق ہوسکتی ہے۔

(۱۵)

نیز نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح واقعۂ صلیب کے بعد تین دن قبر میں رہے اور پھر زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے اور خداتعالےٰ کے دائیں جانب جاکر بیٹھ گئے۔

تو اگر نصاریٰ کے نزدیک اقنوم ابن محض ایک صفت کا نام ہے تو معاذ اللہ۔ کیا دشمنان خدا

خدا تعالیٰ کی کسی صفت کو پکڑ کر صلیب پر لٹکا سکتے ہیں اور معاذ اللہ کیا خدا کی صفت مر کر قبر میں دفن کیجا سکتی ہے اور معاذ اللہ کیا خدا کی کوئی صفت کبھی زندہ ہوتی ہے اور کبھی مردہ ہوتی ہے اور زندہ ہونیکے بعد۔ باپ کے دائیں جانب جاکر بیٹھ جاتی ہے معاذ اللہ وہ صفت پہلے ہی سے بھاگ کر کیوں نہ باپ کے پاس جا بیٹھی تاکہ دشمنوں کے طمانچوں سے اور اُنکے تھوکنے اور کانٹوں سے محفوظ ہو جاتی۔

(۱۶)

نیز نصاریٰ کبھی تو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں اور کبھی انکو عین خدا کہتے ہیں اور کبھی خدا کے مساوی اور ہمرتبہ کہتے ہیں اور کبھی اُنکو خدا کی صفت قرار دیتے ہیں یہ عجیب تعارض اور تناقض ہے بیٹا باپ کے نہ برابر ہوتا ہے نہ اُسکا عین ہوتا ہے باپ مقدم ہوتا ہے اور بیٹا مؤخر۔ اور مقدم اور مؤخر کا عین ہونا عقلاً محال ہے پھر یہ کہ جو چیز عین ہوگی وہ مساوی نہ ہوگی۔ مساوات۔ غیریت کو مقتضی ہے جو عینیت کی ضد ہے بیٹا بھی ماننا اور باپ کے ہمرتبہ بھی ماننا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے اور نہ صفت موصوف کے برابر ہو سکتی ہے

(۱۷)

پھر عجائب میں سے ہے کہ نصاریٰ اقنوم کلمہ (عیسیٰ علیہ السلام) کو تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ متحد مانتے ہیں مگر اقنوم حیات (روح القدس) کو حق تعالےٰ کے ساتھ متحد نہیں مانتے۔ حالانکہ اقنوم حیات بھی ایک اقنوم صفت ہے نصاریٰ اس ترجیح بلا مرجح کی وجہ ترجیح بتلائیں۔

(۱۸)

نصاریٰ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اقنوم علم اور اقنوم حیات اللہ تعالےٰ کی دو صفتیں ہیں۔ اور ایک طرف اُنکو قائم بذاتہ اور مستقل ذات بھی مانتے ہیں۔

تو کیا نصاریٰ کے نزدیک صفات کا جوہری ہونا اور قائم بذاتہ ہونا عقلاً ممکن ہے۔

تمام عقلاء کا اسپر اتفاق ہے کہ صفات کا وجود جوہری نہیں ہوتا۔ صفت کہتے ہی اسکو کہ جو موصوف کے ساتھ قائم ہو۔

(۱۹)

نیز تمام اناجیل میں حضرت مسیح کی عبادت کرنا اور روزہ رکھنا مذکور ہے پس اگر حضرت مسیح

عین خدا تھے تو وہ کس کی عبادت کرتے تھے اور اگر مسیح بن مریم کوئی مستقل ذات نہ تھے بلکہ محض ایک صفت خداوندی تھے تو سؤال یہ ہے کہ کیا صفات خداوندی بھی خدائے موصوف کی عبادت کرتی ہیں۔

(۲۰)

نیز عقیدہ امانت جو شاہ قسطنطین کے سامنے اکابر علماء کے اتفاق سے طے ہوا اس میں خود تناقض ہے دیکھو۔ الجواب الصحیح ص۱۱۳ ج۲ جو توحید اور تثلیث دونوں پر ایمان لانیکا حکم دیتی ہے اور تمام انبیاء کے تصریحات اور تعلیمات کے صریح خلاف ہے اس لئے کہ کتب سابقہ توحید کی تعلیم سے لبریز ہیں

ایک عجیب حکایت

یحکی انہ تنصر من المجوس ثلاثۃ اشخاص وتلمذوا علی بعض القسیسین و علمھم العقائد الضروریۃ لاسیما عقیدۃ التثلیث لانھا اس الدین عندھم واساسہ وکانوا فی خدمتہ فجاء محب من احباء ھذا القسیس و سألہ عمن تنصر فقال ثلاثۃ اشخاص تنصروا فسال ھذا المحب ھل تعلموا شیئا من العقائد الضروریۃ فقال نعم وطلب واحدا منھم لیری محبہ فسألہ عن عقیدۃ التثلیث لانھا اس الدین فقال انک علمتنی ان الالہ ثلاثۃ احدھم

حکایت ہے کہ مجوس میں کے تین آدمی نصرانی بنے اور کسی پادری کے شاگردی میں داخل ہوئے اس پادری نے اُن تین اشخاص کو مسیحی مذہب کے ضروری عقائد کی تعلیم دی خصوصاً عقیدۂ تثلیث انکو اچھی طرح سمجھایا اور رٹلایا کیونکہ عقیدۂ تثلیث انکے مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے چنانچہ یہ تینوں آدمی تعلیم حاصل کرنیکے لئے اُس پادری کی خدمت میں رہ پڑے اتفاق سے اس پادری کا کوئی دوست بغرض ملاقات آگیا دوست نے پادری سے پوچھا کہ کیا اس مدت میں کوئی نصرانی بھی بنا ہے۔ پادری نے کہا ہاں تین آدمی نصرانی بنے ہیں اُس دوست نے پوچھا کہ کیا ان اشخاص نے مسیحی مذہب کے کچھ ضروری عقائد بھی سیکھے ہیں پادری نے کہا۔ ہاں۔

هو في السماء والثاني تولد من بطن
مريم العذراء عليهما السلام
والثالث الذي نزل في صورة
الحمام على الاله الثاني بعد ما
صار ابن ثلاثين سنة فغضب
القسيس وطرده وقال هذا جهول
ثم طلب الآخر منهم وسأله فقال انك علمتني ان الاله
كانوا ثلاثة وصلب واحد منهم
فالباقي الهان فغضب عليه القسيس
ايضا وطرده ثم طلب الثالث وكان
ذكيا بالنسبة الى الاولين وحريصا
في حفظ العقائد فسأله فقال يا مولاي
حفظت ما علمتني حفظا جيدا وفهمت
فهما كاملا بفضل الرب المسيح ان
الواحد ثلاثة والثلاثة واحد
وصلب واحد منهم فمات الكل لاجل
الاتحاد ولا اله الان والا يلزم
نفي الاتحاد انتهى- كذا في كتاب
الفارق بين المخلوق والخالق
ص ۳۶۹ وكذا في الجواب الفسيح لما لفقه
عبد المسيح ص ۵۳

اور ان تین میں سے ایک کو بلایا تاکہ دوست
کو دکھلائے کہ یہ کیسا لائق ہو گیا ہے جب وہ
شخص حاضر ہو گیا تو پادری نے اس سے
عقیدۂ تثلیث کے متعلق دریافت کیا اور
کہا کہ بیان کرو- اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھکو یہ
تعلیم دی ہے- کہ خدا تین ہیں- ایک آسمان میں ہے
اور دوسرا خدا مریم عذراء کے بطن سے پیدا ہوا
اور تیسرا خدا (یعنی روح القدس) وہ ہے کہ جو
کبوتر کے شکل میں دوسرے خدا (مسیح بن مریم) پر
نازل ہوا جبکہ دوسرا خدا تیس برس کا ہو گیا- یہ
سنکر پادری کو غصہ آگیا اور اسکو نکال دیا اور کہا یہ
بالکل نادان اور احمق ہے بعد ازاں دوسرے شاگرد
کو بلایا اور اس سے عقیدۂ تثلیث کے متعلق سوال
کیا اُس نے کہا کہ آپنے مجھکو یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تین
تھے- جنمیں سے ایک کو تو صلیب دے دی گئی اور
وہ مر گیا اب صرف دو خدا باقی رہگئے ہیں اسپر بھی
پادری صاحب کو غصہ آیا اور دھکہ دیکر اُسکو
نکال دیا پھر تیسرے شاگرد کو بلایا یہ تیسرا بہ نسبت
پہلے دو کے کچھ سمجھدار تھا اور بڑا شوقین اور محنتی تھا
عقائد کو خوب یاد کرتا- پادری نے اُس سے کہا کہ تم
عقیدۂ تثلیث کو بیان کرو اس تیسرے شاگرد نے
کہا کہ آپ نے مجھکو جو سکھایا ہے اسکو میںنے خداوند یسوع مسیح کی عنایت اور برکت سے خوب اچھی
طرح سمجھکر یاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تین ہیں اور تین ایک ہیں جنمیں سے ایک صلیب دے دیا گیا

اور مر گیا پھر ایک کے مارے جانے سے تینوں خدا مر گئے کیونکہ تینوں خدا ایک ہیں اور باہم متحد ہیں لہذا ایک کا مرنا سب کا مرنا ہے ورنہ پھر باہم اتحاد نہ رہے گا حکایت ختم ہوئی)۔

بلکہ

یہ کہو کہ صلیب کیوجہ سے نصاریٰ کا خدا بھی معدوم اور رفنا ہو گیا اور ان کا نبی اور رسول بھی معدوم اور رفنا ہو گیا کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح خدا بھی ہیں اور رسول بھی تو حضرت مسیح کے موت سے نصاریٰ کے پاس نہ تو خدا ہی رہا اور نہ رسول ہی رہا اور نہ روح القدس اس لئے کہ حضرت مسیح کی موت سے روح القدس بھی مر گئے اتحاد کیوجہ سے جب ایک خدا مرا تو تینوں خدا مر گئے اب نصاریٰ کا نہ کوئی خدا باقی نہیں رہا اور نہ کوئی رسول اور نہ روح القدس۔

بلکہ

توحید و تثلیث بھی نہ رہی اسلئے کہ معاذ اللہ جب خدا ہی نہ رہا تو پھر توحید اور تثلیث خود بخود نہ رہیگی کیونکہ توحید و تثلیث کے مسئلہ کا تعلق تو خدا تعالیٰ سے ہے اور جب خدا ہی نہ رہا تو توحید و تثلیث کا مسئلہ بھی ختم ہو۔

معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ کیا خدا تعالیٰ مجسم ہو سکتا ہے

اسلام کا عقیدہ

اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند ذوالجلال بے مثال اور بے چون وچگون ہے تمام صفات کمال کے ساتھ موصوف ہے اور تمام نقائص اور عیوب سے پاک اور منزہ ہے جسمیت اور ولادت اور صورت اور شکل اور زمان اور مکان اور حد جہت سے پاک اور منزہ ہے تمام کائنات کا وہی مبدا ہے اور وہی منتہا ہے ہوالاول والآخر والظاہر والباطن وہ حی لایموت ہے اسکی عظمت اور جلال کی کوئی حد اور نہایت نہیں اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے اور ایک حد رکھتی ہے کہ اس حد سے باہر قدم نہیں نکال سکتی۔

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست ۔۔۔ وآنکہ در اندیشہ ناید آن خداست

نصاریٰ کا عقیدہ

نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے تین اقنوم (حصہ) ہیں ایک باپ۔ دوسرا بیٹا۔ تیسرا روح القدس کہ

اور انمیں ہر ایک خدا ہے اور تینوں کا مجموعہ بلکہ ایک خدا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالٰے نے مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور بندوں کی ابدی نجات کیلئے اپنے اختیار سے مقتول اور مصلوب ہوا اور ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا اور باپ کے دائیں جانب جاکر بیٹھ گیا اور قیامت کے قریب پھر آسمان سے اتریگا تاکہ بندوں کو جزا اور سزا دے مسیحی یسوع کو محض خدا نہیں کہتے بلکہ خدائے مجسّم کہتے ہیں یعنی خدا جسم میں ظاہر ہوا اہل اسلام کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ سر سے لیکر پیر تک غلط ہے۔

نصاریٰ نے نہ تو شرک میں کوئی کسر چھوڑی اور نہ حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کی تذلیل و توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھا۔

نصاریٰ نے حضرت عیسٰی کو خدا ٹھہرایا تو ایسا عاجز خدا ٹھہرایا کہ جسنے بندوں کے ہاتھ سے طمانچے کھائے اور مقتول اور مصلوب ہوا اور اتنی بھی قدرت نہ ہوئی کہ خدا۔ اپنے بندوں سے نکلکر کہیں بھاگ ہی جائے اور جسکو خدا کا نبی اور رسول بتایا اسکو ملعون اور دوزخی بھی قرار دیا۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ اگر نبی بھی ملعون اور دوزخی ہو سکتا ہے تو پھر نبی اور اسکے کافر میں کیا فرق رہا اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام حق تعالٰے کے ایک برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ تھے کہ جو بغیر باپ کے مریم صدیقہ کے شکم سے پیدا ہوئے اور اللہ کے دین کی طرف اللہ کے بندوں کو دعوت دی اور جب یہود بے بہبود انکی دشمنی پر تل گئے اور انکو پکڑنے کیلئے انکے گھر میں داخل ہوئے تو اللہ تعالٰے نے جبریل امین کو بھیجا کہ وہ خدا کے برگزیدہ بندہ کو آسمان پر اٹھا لائیں اور حق تعالٰے نے اپنی قدرت کاملہ سے انہی دشمنوں میں سے ایک شخص کو حضرت مسیح کا ہمشکل بنا دیا یہودیوں نے حضرت مسیح سمجھکر قتل کر ڈالا۔ اور حضرت عیسٰی آسمان پر اٹھا لیے گئے اور قیامت کے قریب مسیح دجال کے قتل کیلئے آسمان سے نازل ہونگے۔

یہ مضمون قرآن کریم کی آیات صریحہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس پر علماء اسلام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اور اس ناچیز نے بھی کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ اور القول المحکم فی نزول عیسٰی بن مریم اور لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسٰی بن مریم یہ تین کتابیں لکھی ہیں جو چھپ گئی ہیں۔ ان کو دیکھ لیا جائے نصاریٰ انصاف سے بتلائیں کہ اہل اسلام نے حضرت

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم وتکریم میں کیا کمی کی اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تذلیل اور تحقیر میں کیا کسر باقی چھوڑی۔

عقیدۂ تجسیم کے بطلان کے دلائل

اب اس تمہید کے بعد ہم نصاریٰ کے اس عقیدۂ تجسیم کے بطلان کے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو خوب واضح ہو جائے کہ نصاریٰ کا یہ عقیدہ خدا تعالیٰ نے مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر بندوں کی ابدی نجات کیلئے مقتول اور مصلوب ہوا اور ملعون ہو کر تین دن تک قبر میں رہا الخ کہ یہ عقیدہ کس درجہ مہمل اور باطل ہے۔ یہ ناچیز اہل اسلام۔ اور نصاریٰ سب سے درخواست کرتا ہے کہ توجہ اور التفات کے ساتھ ان دلائل کو سنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دلائل اور براہین۔ اہل اسلام کیلئے موجب بصیرت ہونگے اور نصاریٰ کیلئے باعث ہدایت وَمَا تَوْفِيقِيْ إِلَّا بِاللهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَاللهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

(۱)

نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے بارہ میں جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مجسّم ہو کر شکم مریم سے نمودار ہوا ہندو لوگ بھی رام چندر اور کرشن اور اپنے اوتاروں کی نسبت بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مختلف عورتوں کے پیٹ سے ان اوتاروں کی صورت میں مجسم ہو کر نمودار ہوا۔

عیسائی لوگ بتلائیں کہ انکے اس عقیدہ میں اور ہندوؤں کے اس عقیدہ میں کیا فرق ہے کہ تم تو خدا کو مولود اور مجسم مانکر موحد کہلاؤ۔ اور ہندو۔ خدا کو مولود اور مجسم مانکر مشرک اور بت پرست کہلائیں۔

(۲)

معاذ اللہ۔ معاذ اللہ کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کسی عورت کے رحم اور شکم میں جسم پکڑے اور پھر اسکی شرمگاہ سے اسکی ولادت ہو۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ۔

(۳)

نیز جو مولود ہو گا وہ والد اور والدہ کی فرع ہو گا اور ولادت میں اُنکا محتاج ہو گا اور ظاہر ہے کہ جو فرع ہو گا وہ اصل کا محتاج ہو گا اور جو محتاج ہو گا وہ خدا نہیں ہو سکتا پس ثابت ہوا کہ کوئی مولود۔ خدا اور معبود نہیں ہو سکتا۔

نیز مولود۔ والد کا جزء ہوتا ہے جو والد کے اس جزء سے پیدا ہوتا ہے کہ جو والد کے جسم سے بطریق شہوت جدا ہو کر رحم مادر میں مستقر ہوا ہو اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ ان تمام باتوں سے بالکلیہ پاک اور منزہ ہے۔

معلوم نصاریٰ کے عقل پر کیا پردہ پڑا۔ کہ خدا تعالےٰ کو شکم مریم سے مولود مانا اور پھر اسکو خدا اور معبود بنایا نیز جو مولود ہو گا وہ جسم بھی ہو گا اور جسمیت الوہیت کے منافی ہے اس لئے کہ جسم وہ ہے وہ جو اجزاء سے مرکب ہو اور جسم کیلئے یہ ضروری ہے کہ اسکے لئے کوئی حد اور نہایت ہو اور اسکے لئے کوئی مکان اور زمان اور جہت ہو۔

اور اللہ تعالےٰ ان سب امور سے پاک اور منزہ ہے نہ وہ مرکب ہے کہ جو ترکیب میں اپنے اجزاء کا محتاج ہو اور نہ اسکے لئے کوئی حد اور نہایت ہے مکان اور زمان اور جہت سب اسیکی مخلوق ہیں وہ سب سے بالا اور برتر ہے اور وہی تمام کائنات اور ممکنات کو محیط ہے۔

یہ ناممکن اور محال ہے کہ کسی عورت کا شکم یا رحم خدا کو اپنے احاطہ میں لے سکے سبحانہ وتعالےٰ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

(۴)

عیسائیوں کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور ان دونوں سے روح القدس متولد ہوئے۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح تو خدا تعالےٰ کے بیٹے ہیں اور روح القدس خدا کے پوتے ہیں بیٹے کا بیٹا پوتا ہی تو ہوتا ہے

(۵)

نیز نصاریٰ کے نزدیک جب خدا تعالےٰ باپ ہوا اور مسیح خدا کے بیٹے ہوئے۔

اور حضرت مریم اُنکی والدہ ہوئیں تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت مریم معاذ اللہ خدا تعالےٰ کی زوجہ ہوئیں کیونکہ بیٹے کی ماں باپ کی زوجہ ہی تو ہوتی ہے اسی بنار پر حق تعالےٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ۔

وہی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنیوالا ہے اُسکے اولاد اور فرزند کہاں اور نہ اسکی کوئی بیوی ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے جس ذات کی یہ شان ہے وہی تمہارا خدا اور معبود اور پروردگار ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا خالق ہے پس اسکی عبادت کرو اور وہی ہر چیز کا کارساز اور نگہبان ہے۔

نصارائے حیاری۔ جب حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں اور مریم صدیقہ ان کی والدہ ہیں تو گویا کہ نصاریٰ در پردہ حضرت مریم کو خدا کی بیوی قرار دیکر زن وشوئی کے تعلقات کے قائل ہونا چاہتے ہیں امید تو یہی ہے کہ نصاریٰ اسکی جسارت نہ کریں گے۔ تو پھر چاہئے کہ نصاریٰ عقیدۂ ابنیت سے توبہ کریں تاکہ اس ایہام سے بھی محفوظ ہوجائیں

(۶)

نیز حضرت عیسیٰ کا وہ جسم جو شکم مریم سے پیدا ہوا وہ اسی جنس کا جسم تھا جو تمام بنی آدم کا ہوتا ہے پس اگر اس جسم میں خدا تعالےٰ کا حلول اور نزول جائز ہے تو جسم فرعون اور جسم نمرود میں خدا تعالےٰ کا حلول اور نزول کس دلیل سے محال ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کسی بشر اور کسی رحم کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اخیر زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا اور الوہیت کا دعوی کرے گا اور حضرت عیسیٰ اس کے قتل کیلئے آسمان سے نازل ہونگے۔ نصاریٰ بتلائیں کہ اُسکے کاذب اور دجال ہونے کی کیا دلیل ہے اسکے جسم میں بھی نصاریٰ کے طریق پر خدا تعالےٰ کا حلول اور نزول جائز ہو اور

دجال بھی حضرت مسیح کی طرح مردوں کو زندہ کرے گا نصاریٰ تبلائیں کہ اسپر کیا دلیل ہے کہ مسیح بن مریم کی الوہیت تو حق ہے اور مسیح دجال کی الوہیت باطل ہے پس اگر عیاذ باللہ حضرت مسیح بن مریم خود مدعی الوہیت تھے تو دوسرے مدعی الوہیت کے قتل کے لئے کیوں آسمان سے نازل ہونگے۔

اور سامری اگر اپنے گوسالہ کے متعلق یہ کہے کہ ھٰذَآ اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ مُوْسیٰ۔ تو نصاریٰ کے نزدیک سامری کے اس دعوے کے باطل ہونیکی کیا دلیل ہے۔

اور ہندو لوگ جو اپنے اوتاروں کو خدا مانتے ہیں اور گائے اور بچھڑے کی پوجا کرتے ہیں تو نصاریٰ اُن کو کس دلیل سے کافر اور مشرک بتلاتے ہیں۔

نصاریٰ حضرت مسیح کی الوہیت کی جو تاویل کرینگے وہی تاویل ہندو اپنے اوتاروں کے متعلق اور دجال کے پیرو دجال کے بارہ میں کرلیں گے نصاریٰ اپنی تاویل میں اور اُنکی تاویل میں فرق بتلائیں۔

(۷)

نیز نصاریٰ کے نزدیک حق تعالےٰ جب کسی بشر کے ساتھ متحد ہوسکتا ہے تو کسی فرشتہ کے کیوں متحد نہیں ہوسکتا بشر جسمانی اور کثیف ہے اور فرشتہ نورانی اور لطیف ہے۔

(۸)

نصاریٰ کے نزدیک۔ حضرت عیسیٰ باوجود ابن آدم ہونیکے جب لاہوت اور ناسوت سے مرکب ہوکر خدا اور معبود ہوسکتے ہیں تو کوئی اور ابن آدم بھی لاہوت اور ناسوت سے مرکب ہوکر کیوں خدا نہیں ہوسکتا۔

(۹)

جوہر قدیم کا یا صفت قدیم۔ کا ایک ممکن اور حادث ذات میں حلول عقلاً محال ہے پس نصاریٰ کا یہ کہنا کہ کلمہ جسم مسیح کے ساتھ ملکر خدا ہوگیا سراسر باطل اور غلط ہے۔

(۱۰)

اقنوم قدیم اور اقنوم حادث اور علیٰ ہذا لاہوت اور ناسوت باجماع عقلاء دو متباین

اور متضاد حقیقتیں ہیں اور جسطرح جوہر قدیم اور جوہر حادث کی ذات اور حقیقت میں کلی اختلاف اور تباین ہے اسیطرح ان دونوں کی صفات میں بھی کلی تباین ہے پس نصاریٰ بتلائیں کہ وہ باوجود تباین حقایق اور باوجود اختلاف اوصاف کس طرح۔ لاہوت اور ناسوت کے اتحاد کے قائل ہو گئے۔

(۱۱)

نصاریٰ کے نزدیک اگر خداوند قدوس مُجسّم ہو سکتا ہے تو نصاریٰ بتلائیں کہ کیا جوہر مجرد گوشت اور پوست اور خون بن سکتا ہے اور الوہیت منقلب بالنسانیت ہو سکتی ہے دنیا میں کوئی عاقل اسکے ماننے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا البتہ ہندوستان کے ہندو۔ حلوہ مان اور دھوتی پرشاد اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں وہ یہ کہتے کہ معاذ اللہ خداوند قدوس۔ گائے اور بچھڑے کے قالب میں بلکہ بندر کے قالب میں بھی آسکتا ہے اور اسطرح الوہیت منقلب بحیوانیت ہو سکتی ہے الغرض سامریان مصر اور سامریان ہند اس عقیدہ میں نصاریٰ کے ہم نوا ہیں

(۱۲)

نیز تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ مریم عذراء کے بطن سے پیدا ہوئے شیر خوارگی کے زمانہ کے بعد وہ جوان ہوئے اور کھاتے پیتے تھے اور پیشاب و پاخانہ کرتے تھے اور سوتے تھے اور جب یہود بے بہبود نے انکو قتل اور صلب کیلئے پکڑنا چاہا تو حضرت مسیح بھاگتے تھے اور خدا تعالےٰ سے خلاصی اور رہائی کی دعاء مانگتے تھے۔

معاذ اللہ کیا واجب الوجود بھی ان حاجات اور تغیرات کا محل بن سکتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

عجبا للمسیح بین النصاری　　　والی ای والد نسبوہ

تعجب ہے نصاریٰ سے کہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں آخر کیسے باپ کیطرف انکو منسوب کرتے ہیں

اسلموہ الی الیہود وقالوا　　　انہم بعد قتلہ صلبوہ

نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ یہود نے حضرت مسیح کو قتل کر کے صلیب پر چڑھایا۔

وإذا كان ما يقولون حقا وصحيحا فاين كان الابوه

اگر یہ بات صحیح ہے تو نصاریٰ بتلائیں کہ ایسی مصیبت کے وقت باپ کہاں تھا کہ جسنے بیٹے کی کوئی مدد نہ کی

حین خلی ابنه رهین الاعادی اتراه ارضوه ام اغضبوه

اور اپنے بیٹے کو دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا نیز نصاریٰ یہ بتلائیں کہ یہود کے اس فعل سے حضرت مسیح راضی تھے یا ناراض۔

فلئن کان راضیا باذاهم فاحمدوهم لانهم عذبوه

پس اگر حضرت مسیح یہود کی اس ایذاء رسانی اور تذلیل سے راضی تھے تو نصاریٰ کو چاہئے کہ یہود کے ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے حضرت مسیح کے منشا کو پورا کیا۔

ولئن کان ساخطا فاترکوه واعبدوهم لانهم غلبوه

کذا فی الفارق بین المخلوق والخالق صہ ۱۴۹

اور اگر حضرت مسیح یہود کے اس فعل سے ناراض تھے تو نصاریٰ کو چاہئے کہ حضرت مسیح کو چھوڑ کر یہود کو اپنا معبود بنائیں اسلئے کہ یہود۔ اپنے ارادہ میں حضرت مسیح پر غالب آئے اور جو خدا پر بھی غالب آجائے تو وہ خدا سے بھی بڑھکر خدا ہوگا۔

فصل دوم

مشتمل بر ادلۂ ابطال تثلیث

دلیل اوّل :- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

خدا کی قسم کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریم خدا ہیں۔ حالانکہ مسیح یہ کہتے تھے کہ اے بنی اسرائیل ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے۔ تحقیق جو اللہ کی ساتھ کسی کو شریک گردانے اس پر اللہ نے جنت کو حرام کیا ہے اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے اور شرک کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں اور بے شک کافر ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(سورہ مائدہ پارہ ششم)

کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اگر یہ اپنے کفر سے باز نہ آئے تو ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا اللہ کیطرف کیوں نہیں رجوع کرتے اور خدا سے کیوں نہیں استغفار کرتے اور اللہ تعالےٰ تو بڑی مغفرت والا اور رحم والا ہے مسیح بن مریم صرف اللہ کے ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے غور تو کرو کہ ہم کس طرح سے دلائل بیان کرتے ہیں اور وہ کہاں سیدھے راستہ سے ہٹے جاتے ہیں کہدیجئے کہ اللہ کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو کہ جو تمہارے کسی نفع اور ضرر کا مالک نہیں اور اللہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حق جل شانہ نے ان آیات میں نصاریٰ کے ایمان باللہ کی کیفیت بیان فرمائی اور یہ بتلا دیا کہ عقیدۂ تثلیث عقل کے بھی خلاف ہے اور فطرت کے بھی خلاف ہے اور خود حضرت مسیح کی تصریحات کے بھی خلاف ہے اور مختلف طریقوں سے عقیدۂ تثلیث کا بطلان ظاہر فرمایا۔

اوّل :۔ یہ کہ حضرت مسیح مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے جس کو ساری دنیا جانتی ہے اور ظاہر ہے کہ معاذ اللہ خدا عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ پیدائش۔ الوہیت کے بالکل منافی اور مباین ہے پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سے موجود نہ تھا بعد میں موجود ہوا اور ظاہر ہے کہ جو عدم کے بعد موجود ہوا وہ حادث ہے اور خدا تعالےٰ حادث نہیں ہوتا خدا کے لئے قدیم اور ازلی ہونا ضروری ہے۔

دوم :۔ یہ اگر حضرت مسیح معاذ اللہ خود خدا تھے تو بنی اسرائیل کو یہ کیوں کہتے تھے کہ اے بنی اسرائیل ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ چنانچہ انجیل مرقس کے بارھویں باب کی انتیسویں آیت میں ہے یسوع نے اس کے جواب میں کہا کہ سب حکموں میں اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیلی سن ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو اپنے خدا سے سارے دل اور ساری جان اور ساری عقل اور ساری طاقت

سے محبت رکھے انتہی مختصراً یعنی خود حضرت مسیح خدا تعالےٰ کے رب ہونیکا اور اپنے مربوب ہونے کا اعتراف کرتے تھے پس تم ان کو کیسے خدا بناتے ہو۔

سوئم :۔ یہ کہ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یعنی خدا تو ایک ہی ہوتا ہے۔ جو تمام کائنات کا مبدأ اور منتہی ہوتا ہے۔

اسی پر تمام انبیاء اور عقلاء کا اتفاق ہے توریت اور انجیل باواز بلند اس کی شہادت دے رہی ہیں کہ خدا کا سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ خدا کو ایک مانا جائے اور ایک خدا کی محبت کی جائے اور ظاہر ہے کہ تثلیث توحید کی صریح نقیض ہے۔ نقیضین کو حق سمجھنا اور دونوں نقیضوں پر ایمان لانا نصاریٰ ہی کو مبارک ہو۔

اگر عقیدۂ تثلیث حق ہے اور مدار نجات ہے بغیر اس کے نجات نہیں ہو سکتی تو اس کی کیا وجہ ہے حضرت آدم سے لیکر حضرت مسیح تک ہزاروں پیغمبر آئے مگر کسی ایک نے بھی صراحۃً تو کیا اشارۃً بھی اس عقیدہ کی طرف متوجہ نہ کیا۔ شریعت موسویہ کو جو حضرت مسیح کے زمانہ تک کے تمام انبیاء کیلئے واجب الاطاعت رہی اس میں کہیں عقیدہ تثلیث کا نام و نشان نہیں حتیٰ کہ حضرت مسیح نے بھی کبھی اس عقیدہ کو صراحۃً نہ بیان فرمایا۔ علماء نصاریٰ کو خود اس کا اعتراف ہے کہ حضرت مسیح نے مسئلہ تثلیث کو رموز اور اشارات ہی میں بیان کیا۔ ایک مرتبہ بھی صراحۃً یہ نہ فرمایا کہ خدا تین اقنوم ہیں۔ ایک باپ اور ایک بیٹا اور ایک روح القدس اور تینوں ایک ہیں۔ غرض یہ کہ نہ تو حضرت مسیح نے اس مسئلہ کو سمجھایا اور نہ ان کے بعد آجتک روح القدس نے نازل ہو کر کسی کو سمجھایا بنی اسرائیل کی بھیڑیں یوں ہی بھٹکتی پھر رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان پر رحم فرمائے اور انکو ہدایت دے۔ آمین۔

چہارم :۔ یہ کہ حضرت مسیح بھی خدا کے اور رسولوں کی طرح خدا کے رسول اور برگزیدہ بندے تھے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ مسیح بن مریم صرف اللہ کے بندے ہیں جن پر ہم نے اپنا فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا۔

جس طرح کے خوارق اور معجزات حضرت مسیح سے ظاہر ہوئے اسی طرح کے معجزات دوسرے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے بھی ظہور میں آئے۔ معجزات کا ظاہر ہونا الوہیت کی

دلیل نہیں۔ بلکہ نبوت اور رسالت کی دلیل ہے۔

اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا الوہیت کی دلیل ہے تو حضرت آدمؑ اور ملائکہ کرام اس شان میں حضرت مسیح سے بہت بڑھے ہوئے ہیں اور اگر مردہ کو زندہ کرنا خدائی کی دلیل ہے تو حضرت الیاس اور حضرت الیسع کا مردوں کو زندہ کرنا کتاب السلاطین ۱۷ باب میں مذکور ہے۔ اور اگر آسمان پر اٹھایا جانا الوہیت کی دلیل ہے تو حضرت ایلیا کا آسمان پر اٹھایا جانا دوسری کتاب السلاطین باب دوم میں مذکور ہے۔ اور فرشتے تو دن رات آسمان پر آتے اور جاتے ہیں۔ اگر محض آسمان پر جانا الوہیت کی دلیل ہے تو فرشتوں کو بھی خدا بنا لینا چاہئے۔ وہ بھی آسمان پر آتے جاتے ہیں۔

پنجم:۔ یہ کہ کَانَا یَاکُلٰنِ الطَّعَامَ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

یعنی حضرت مسیح کھانے اور پینے کے محتاج تھے اور خدائی اور احتیاج کا جمع ہونا دن اور رات کے جمع ہونے سے زائد محال ہے۔ خدا وہ ہے کہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اسی کے محتاج ہوں وہ کسی کا محکوم نہ ہو اور سب اسی کے محکوم ہوں اس پر کسی کا زور نہ چلتا ہو اسی کا زور سب پر چلتا ہو

قال تعالیٰ:۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (سورہ فاطر) اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور وہ ہر طرح بے نیاز اور ہر حال میں محمود ہے۔

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (سورہ محمد) اللہ ہی مستغنی ہے اور تم محتاج ہو۔

غرض یہ کہ جس ذات کا یہ حال ہو کہ کھانا اور پینا۔ سونا اور جاگنا، بھوک اور پیاس صحت اور مرض موت اور حیات گرمی اور سردی سب اس پر حکمران ہوں اور ان تمام حکومتوں کا اس پر دباؤ ہو۔ اور وہ ان سب کے ناز اور دبدبہ کو سہتا ہو وہ کیا خدا ہو سکتا ہے۔ جو شخص غذا کا محتاج ہو گا وہ غذا کے وجود اور اس کے سامان کا پہلے محتاج ہو گا۔

ایک دانہ حاصل کرنے کے لئے بغیر زمین اور آسمان اور چاند اور سورج اور ہوا اور پانی اور گرمی اور سردی حتیٰ کہ بغیر کھاد یعنی نجاست کے کوئی چارہ نہیں

خلاصہ یہ کہ جو غذا کا محتاج ہو گا وہ حقیقت میں تمام عالم اور تمام موجودات کا محتاج ہو گا پس اگر معاذ اللہ خدا بھی کھانے کا محتاج ہو تو ایک خرابی تو یہ لازم آئے گی کہ خدا بھی اپنے وجود میں دوسروں کا محتاج ہو۔ حالانکہ سب سے سنا یہی تھا کہ خدا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور سب خدا کے

محتاج ہوتے ہیں مگر یہاں ماجرا برعکس نکلا کہ خدا ہی دوسروں کا محتاج اور دست نگر ہے۔ دوسرے یہ کہ پھر خدا اور بندہ میں کیا فرق رہا۔ بندہ کیطرح خدا بھی محتاج نکلا۔ خدا کے لئے تو یہ چاہئے تھا کہ وہ سب سے بے نیاز ہو۔ اس لئے کہ جتنی حکومت بڑھتی ہے اسی قدر بے نیازی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پس کیا اس احکم الحاکمین کیلئے ہر طرح سے استغناء اور بے نیازی ضرور نہ ہوگی۔ تیسرے یہ کہ بشر غذا کا اس لئے محتاج ہے کہ اس کا وجود بغیر غذا کے تھم نہیں سکتا اور وہ بغیر غذا کے موجود اور باقی نہیں رہ سکتا جس کا حاصل یہ ہے کہ بشر کا وجود اصلی اور خانہ زاد نہیں ورنہ اپنا وجود تھامنے میں دوسروں کا دست نگر نہ ہوتا۔

جیسا کہ قمر اور کواکب آفتاب کے دست نگر ہیں اس لئے کہ ان کا نور اصلی اور ذاتی نہیں بخلاف آفتاب کے کہ اسکا نور اصلی ہے۔ پس اگر خدا بھی غذا اور سامانِ غذا کا محتاج ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ خدا سے اپنا وجود آپ تھم نہیں سکتا۔ اور اپنے وجود میں غذا اور سامانِ غذا کا محتاج ہے۔

حیرت ہے کہ نور آفتاب باوجودیکہ عطاء الہٰی ہے پوری طرح اصلی نہیں۔ پھر بھی وہ قمر اور کواکب کے نور سے ہر طرح مستغنی اور بے نیاز ہے مگر خدا موجود اصلی ہو کر پھر بھی ادنیٰ ادنیٰ مخلوق کا اپنے وجود کو تھامنے میں محتاج ہے۔ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

الحاصل خدائی اور احتیاج کا یکجا جمع ہونا صراحۃً باطل اور سراسر خلاف عقل ہے۔ قال اللہ عزوجل:۔ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ ھُوَ الْغَنِیُّ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اِنْ عِنْدَکُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِھٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے لئے اولاد تجویز کی۔ حالانکہ اللہ اس سے بالکل پاک ہے وہ بالکل بے نیاز ہے سب اسی کا پیدا کیا ہوا ہے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اللہ کے جانب غلط بات منسوب کرتے ہو۔

اور اگر باوجود اس احتیاج کے حضرت مسیح کو معبود مان لیا جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرات نصاریٰ تو حضرت مسیح کو معبود مان کر خدا پرست کہلائیں اور ہندو سری رام اور کھنیاجی کو معبود مان کر مشرک اور بت پرست کہلائیں۔ علاوہ ازیں ایک ذات سراپا عجز و نیاز کو خدا ماننا صرف خلاف عقل ہی نہیں بلکہ خلاف نقل یعنی تعلیم تورات کے بھی خلاف ہے۔

توراۃ سفر استثناء باب ۱۳۔ آیت اوّل

"اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمہیں کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اس نے تمہیں دکھلایا بات واقع ہو اور تمہیں کہے آؤ ہم غیر معبودوں کو جنہیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں اور ان کی بندگی کریں تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھریو"

اور ساتویں آیت میں ہے:"اور وہ نبی اور خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا الخ"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مدعی الوہیت گو معجزے اور نشانات دکھلائے اور سب کے سب صحیح بھی ہوں تب بھی وہ واجب القتل ہے پس اگر معاذ اللہ حضرت مسیح مدعی الوہیت تھے تو پھر یہود کو ملزم ٹھیرانا صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ حضرت مسیح کے ساتھ کیا وہ عین توراۃ کے مطابق کیا۔ نیز انجیل متی کے باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے نبیوں اور مدعیین مسیحیت کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ وہ بڑے بڑے نشانات دکھلائیں گے اور اس مسیح کاذب یعنی دجال کا تذکرہ پولوس کے خط میں ہے۔ دیکھو پولوس کا دوسرا خط تھسلنیکیوں کے نام باب ۲ آیت ہشتم۔ اور اس دجال کی صفت اسی باب کی آیت چہارم میں یہ ذکر کیگئی کہ وہ اپنے کو خدا اور معبود کہلوائے گا الخ۔ خلاصہ یہ کہ دجال اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور اوّل نبوت کا دعویٰ کریگا اور پھر مدعی الوہیت ہوگا یہود اسکے ساتھ ہوں گے اور اس کو مسیح کہیں گے۔ اس وقت حضرت مسیح بن مریم آسمان سے دمشق میں نازل ہونگے اور اس مسیح کاذب مدعی الوہیت کو قتل کریں گے پس اگر عیاذاً باللہ حضرت مسیح خود مدعی الوہیت تھے تو وہ دوسرے مدعی الوہیت کے قتل کے لئے کیوں آسمان سے نازل ہوں گے جس وجہ سے دجال واجب القتل ہے وہ وجہ نصاریٰ حاشا ثم حاشا جناب مسیح میں بتلاتے ہیں۔ اور چونکہ کہ دجال ظاہر ہو کر الوہیت کا مدعی ہوگا اور طرح طرح کے کرشمے دکھلائیگا مُردوں کو زندہ کریگا۔ اور قیامت کے قریب حضرت مسیح آسمان سے نازل ہو کر اس کا مقابلہ فرمائیں گے اس لئے خداوند عالم نے حضرت مسیح کو احیاء موتی کا معجزہ عطاء فرمایا اور پہلا کلمہ جو

آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا:۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (سورہ مریم)

(حضرت مسیح نے فرمایا تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ نے مجھکو کتاب (انجیل) دی اور نبی بنایا نہ کہ خدا۔

ششم

یہ کہ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔

آپ کہدیجئے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی شئی کی کیوں پرستش کرتے ہو جو تمہارے نفع اور ضرر کی مالک نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ خدا وہی ہو سکتا ہے کہ جو نفع اور ضرر کا مالک ہو اور بقول نصاریٰ حضرت مسیح نے چیخ چیخ کر صلیب پر جان دیدی۔ نہ اپنی ذات کو کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ یہود کے ضرر کو اپنے سے ہٹا سکے نصاریٰ کے قول پر اگر واقعہ صلیب کو حق مان لیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاذ اللہ خدا تعالےٰ تو مغلوب ہوا اور بندے غالب آئے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ہفتم:۔ لفظ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں اشارہ اس طرف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ سے کمتر تھے اور خدا کی برابر نہ تھے خدا تعالےٰ کے بیٹے تھے۔ باپ کے ہمرتبہ نہ تھے اور جو کمتر ہوگا وہ خدا نہیں ہو سکتا خدا کیلئے عقلاً ضروری ہے کہ وہ سب سے اعلیٰ اور برتر ہو

اس لئے اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے مقرب بندے اور نبی اور رسول تھے جو اُن کی شان رفیع کی تنقیص کرے وہ بھی کافر اور جو اُن کو شریک الوہیت قرار دیکر خداوند ذوالجلال کی تنقیص کرے اور خدائے قدوس کی شان توحید و تقدیس پر داغ لگانیکا ارادہ کرے وہ بھی کافر ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اسمعتم ان الالہ لحاجۃ　　یتناول الماکول والمشروبا

کیا کبھی تم نے سنا ہے کہ خدا بھی ماکولات اور مشروبات کا محتاج ہوتا ہے

وینام من تعب ویدعو ربہ　　ویروم من حر الھجر مقیلا

اور کیا خدا بھی کبھی تھک کر سوتا ہے اور خدا سے دعا مانگتا ہے اور دوپہر کی گرمی میں قیلولہ کے لئے جگہ ڈھونڈتا ہے۔

دیمسہ الالم الذی لم یستطع صرفالہ عنہ ولا تحویلا

اور کیا خدا کو ایسا الم اور درد پہونچ سکتا ہے کہ جسکو خدا نہ ہٹا سکے اور نہ دفع کر سکے

یاالیت شعری حین مات بزعمہم من کان بالدنیا یدیر عنہ کفیلا

افسوس۔ نصاریٰ کے زعم میں جب حضرت مسیح صلیب پر مر گئے تو ان کے مرنے کے بعد اس عالم کی تدبیر اور انتظام کس نے کیا۔

ھل کان ھذا الکون دبر نفسہ من بعد ام اثر التعطیلا

کیا یہ دفتر کائنات خود ہی اپنا مدبر تھا یا معطل اور بے کار تھا

(تعطیل بمعنی بیکار ہونا)

زعموا الالہ فدی العبید بنفسہ واراہ کان القاتل المقتولا

نصاریٰ کا یہ زعم ہے کہ حضرت مسیح نے خود ہی اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو بندوں کی نجات کیلئے قربان کیا اور وہ خود ہی اپنے قاتل تھے اور خود ہی مقتول تھے۔

دلیل دوم

مناظرۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم با نصارائے نجران دربارۂ الوہیت عیسیٰ بن مریم

محمد بن اسحاق وغیرہ سے منقول ہے کہ سورۂ آل عمران کے شروع کی اسی آیتیں نصارائے نجران کے بارہ میں نازل ہوئیں۔ نجران علاقہ یمن میں ایک شہر کا نام ہے جو اس زمانہ میں عیسائیوں کا علمی مرکز تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی خبر جب اطراف و اکناف میں پہنچی تو یہ خبر سن کر نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مناظرہ اور مباحثہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اس وفد میں ساٹھ سوار تھے۔ جن میں سے چودہ آدمی خاص طور پر بڑے شریف اور معزز تھے۔ اور ان چودہ آدمیوں میں تین شخص ایسے تھے، جو ان کا مرجع الامر تھے۔ یعنی سب کا ماویٰ اور ملجا تھے۔ تمام کام انہیں تین کے مشورہ سے ہوتے تھے۔

ایک ان کا امیر اور سردار تھا، جس کا نام عبد المسیح تھا، جو بڑا زیرک اور ہوشیار اور ذی رائے

تھا۔ اور دوسرا اس کا وزیر و مشیر جس کا نام ایہم تھا اور تیسرا ان میں کا سب سے بڑا عالم اور پادری تھا جس کو وہ حبر اور اسقف کہتے تھے۔ اس کا نام ابوحارثہ بن علقمہ تھا۔ شاہانِ روم اس پادری کی اس کے علم و فضل کی وجہ سے بڑی توقیر و تعظیم کرتے تھے اور عیسائی بادشاہوں اور امیروں کی طرف سے اُس کو بڑی جاگیریں ملی ہوئی تھیں یہ لوگ حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت کے قائل تھے۔ اُن کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ جب مدینہ منورہ حضورِ پرنور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی گفتگو کرنے والے یہی تین آدمی تھے۔ عبدالمسیح، ایہم، ابوحارثہ۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے استدلال میں یہ کہا کہ :۔

۱۔ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

۲۔ عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام غیب کی باتیں بتاتے تھے۔

۴۔ عیسیٰ علیہ السلام مٹی کی مورتیں بناتے اور پھر ان میں پھونک مارتے اور وہ زندہ ہو کر پرند بن جاتے اور ان تمام چیزوں کا قرآن کریم نے اقرار کیا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ خدا تھے اور حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے پر اسطرح استدلال کیا کہ :۔

۱۔ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے، معلوم ہوا کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔

۲۔ نیز حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کلام کیا۔ ان سے پیشتر کسی نے گہوارہ میں کلام نہیں کیا۔ یہ بھی خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے۔

اور مسئلہ تثلیث یعنی حضرت عیسیٰؑ کے ثالث ثلاثہ ہونے پر یہ استدلال کیا کہ حق تعالیٰ جا بجا یہ فرماتے ہیں فَعَلْنَا وَاَمَرْنَا وَخَلَقْنَا وَقَضَیْنَا۔ ہم نے یہ کام کیا ہم نے یہ حکم دیا ہم نے یہ پیدا کیا ہم نے یہ مقدر کیا۔ یہ تمام صیغے جمع کے ہیں اور جمع کا اقل درجہ تین ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ ایک ہوتا تو صیغہ جمع کا استعمال نہ ہوتا بلکہ بجائے صیغہ جمع کے مفرد کا صیغہ استعمال ہوتا اور یوں کہا جاتا فَعَلْتُ وَاَمَرْتُ وَخَلَقْتُ وَقَضَیْتُ میں نے کیا میں نے حکم دیا، میں نے پیدا کیا، میں نے مقدر کیا۔ یہ اس مایۂ ناز وفد کے استدلالات تھے جس کو اپنے علم پر فخر اور ناز تھا۔ جن کی

حقیقت اہل عقل اور اہل فہم کی نظر میں اوہام اور خیالات سے زیادہ نہیں۔ اب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات اور ارشادات کو سنئے

۱- فقال لھم النبی صلے اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ قالوا بلیٰ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ وفد نے کہا کیوں نہیں! اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ بے مثل اور بے چون و چگون ہے۔ کوئی شے اسکے مشابہ نہیں۔

۲- قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسی یأتی علیہ الفناء قالوا بلیٰ۔

بعد ازاں آپنے وفد سے کہا کیا تم کو معلوم ہے کہ خدا تعالےٰ زندہ ہے، کبھی بھی اسکو موت نہیں آسکتی۔ اور عیسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور موت اور فنا آنے والی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے۔

وفد نے اقرار کیا کہ بے شک یہ صحیح ہے، ایک نہ ایک وقت ان پر موت اور فنا ضرور آئیگی اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر موت اور فنا کا طاری ہونا ناممکن اور محال ہے۔

(تنبیہ) نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ مصلوب و مقتول ہو کر مر چکے ہیں۔ لیکن حضور پُرنور نے ان کے الزام کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے عقیدہ کی مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو موت پہنچکی ہے وہ خدا کیسے ہوئے اسلئے کہ یہ امر خلاف واقعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے۔ بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونگے۔ اور چند روز کے بعد وفات پائیں گے۔ جیساکہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے واضح ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وہی کلمہ نکلا جو واقعہ کے موافق تھا۔ خلاف واقع چیز کا نبی برحق کی زبان سے نکلنا مناسب نہیں۔ اگرچہ اس چیز کا ذکر محض بطور الزام ہو۔ اور عجب نہیں کہ نصاریٰ نے اس کا اقرار اس لئے کیا ہو کہ وہ اتنی بات کو غنیمت سمجھے اور یہ خیال کیا ہو کہ ہمارے عقیدہ کی مطابق ہم پر الزام اور حجت اور بھی پوری ہو جائے گی۔ نیز نصاریٰ میں مختلف فرقے ہیں۔ ایک فرقہ کا عقیدہ یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد وفات پائیں گے۔ پس ممکن ہے کہ اس وفد کے لوگ اسی عقیدہ کے ہوں جو اسلام کیمطابق ہے۔

۳- قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی

پھر آپ نے فرمایا کیا تمکو معلوم نہیں کہ حق تعالےٰ ہی

كل شئ يكلؤه ويحفظه ويرزقه قالوا بلى۔ قال فهل يملك عيسىٰ من ذلك شيئا قالوا لا۔

ہر چیز کے وجود کے بنانے والے اور اس کے محافظ اور نگران اور رزق رساں ہیں۔ انہوں نے کہا بیشک۔ آپنے فرمایا کہ بتلاؤ کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی انمیں سے کسی چیز کے مالک اور قادر ہیں۔ یعنی کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی مخلوقات کو وجود عطا کیا ہے اور اپنی قدرت سے ان کے لئے سامان بقار پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ان چیزوں پر قادر نہیں۔

۴۔ قال افلستم تعلمون ان الله لا يخفى عليه شئ فى الارض ولا فى السماء قالوا بلى قال فهل يعلم عيسىٰ من ذلك شيئا الا ما علم قالوا لا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ پر زمین اور آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں انہوں نے کہا بیشک۔ آپنے فرمایا کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے بجز اس چیز کے جس کا خدا تعالیٰ نے انکو علم دے دیا تھا، کوئی اور شے بھی جانتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ یعنی اقرار کیا کہ حضرت عیسیٰ عالم الغیب نہ تھے

۵۔ قال فان ربنا صور عيسىٰ فى الرحم كيف شاء۔

پھر آپنے فرمایا کہ پروردگار عالم نے عیسیٰ علیہ السلام کی مریم کے رحم میں اپنی مرضی کے موافق صورت بنائی۔ نصاریٰ نے کہا ہاں

۶۔ الستم تعلمون ان ربنا لا ياكل الطعام ولا يشرب الشراب ولا يحدث الحدث قالوا بلى۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا تعالےٰ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے انہوں نے کہا بے شک۔

۷۔ قال الستم تعلمون ان عيسىٰ حملته امه كما تحمل المرأة ثم وضعته كما تضع المرأة ولدها ثم غذى كما تغذى المرأة الصبى ثم كان ياكل الطعام ويشرب الشراب ويحدث

پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اسی طرح حاملہ ہوئیں، جس طرح ایک عورت اپنے بچہ کو پیٹ میں رکھتی ہے اور پھر اس کو جنتی ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور

الحدث قالوا بلی۔ اور بچوں کی طرح ان کو غذا دی گئی ۔ اور پھر بڑے ہوئے اور وہ کھاتے اور پیتے تھے اور پیشاب اور پاخانہ کرتے تھے ۔ وفدنی کہا بے شک ایسے ہی تھے ۔

قال فکیف یکون ھذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحوداً فانزل اللہ الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم اخرجہ ابن جریر و ابن ابی حاتم عن الربیع۔ تفسیر در منثور

آپ نے فرمایا جب تمکو ان سب باتوں کا اقرار ہے تو بتاؤ کہ ایسا ہو کر عیسیٰ خدا کیسے ہو سکتے ہیں جیساکہ تمہارا زعم ہے پس آپ کے اس ارشاد کے بعد انہوں نے حق کو خوب پہچان لیا مگر جان بوجھ کر انکار کیا اللہ تعالیٰ نے اسپر یہ آیتیں نازل فرمائیں اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم الخ

پوری آیتیں جو اس بارہ میں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں :۔

الٓمٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور سارے عالم کا کارساز اور نگہبان ہے اسی نے آپ پر ایک برحق کتاب نازل کی جو تمام کتب سماویہ کی تصدیق کرنے والی ہے اور اسی نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اور زبور کو لوگوں کی ہدایت کے لئے اتارا۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست اور بدلہ لینے والا ہے تحقیق اللہ پر کوئی شئی آسمان اور زمین کی پوشیدہ نہیں وہی ہے کہ جو رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے صورت بناتا ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی غالب اور حکیم ہے ۔

حق جل شانہ نے ان آیات میں دو مسئلوں کو بیان فرمایا ایک الوہیت مسیح کا ابطال اور دوسرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات ۔ اور نہایت ایجاز اور اختصار کے ساتھ ہر مسئلہ کے دلائل اور براہین کی طرف اشارہ فرمایا ۔ اول ہم مسئلہ الوہیت مسیح کو لیتے ہیں ۔ چنانچہ

حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:-

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۔ یہ دعویٰ ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ خدا کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حَیٌّ ہو یعنی ازل سے لیکر ابد تک زندہ ہو موت اور فنا کا اس پر طاری ہونا محال ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات حضرت مسیح پر صادق نہیں

۲۔ دوم یہ کہ خدا کی شان یہ ہے کہ وہ قَیُّوم یعنی سارے عالم کا کارساز اور نگہبان اور محافظ اور رزاق وہی ہو۔ نصاریٰ کے زعم کے مطابق تو حضرت مسیح اپنی بھی حفاظت اور نگہبانی نہ کرسکے اور بھوکے پیاسے صلیب پر جان دیدی۔ سارے عالم کا محافظ اور رزاق کہاں ہوسکتے ہیں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ خدا وہ ہے کہ جو غالب اور قاہر ہو اور اپنے دشمنوں سے انتقام اور بدلہ لینے پر پورا پورا قادر ہو۔ اور نصاریٰ کے عقیدہ پر حضرت مسیح یہود سے اپنا انتقام نہیں لے سکے۔ عجب نہیں کہ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ میں اسی طرف اشارہ ہو۔ دشمنوں کو سزا تو کیا دے سکتے اپنے آپ کو ظالموں کے پنجہ سے بھی نہ چھڑا سکے بس ایک عاجز مخلوق کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنا باپ اور بیٹے دونوں پر عیب لگانا ہے۔

۴۔ چوتھے یہ کہ خدا کا علم اس درجہ محیط ہو کہ آسمان اور زمین کی کوئی شئی اس پر پوشیدہ نہ ہو۔ کما قال اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔

اور انجیل سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے چنانچہ انجیل لوقا کے چوتھے باب کے پہلے درس میں ہے:-

"کہ یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردن سے لوٹا اور چالیس دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا۔ اھ"

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح عالم الغیب نہ تھے ورنہ کسی کی رہنمائی اور ہدایت کی کیا حاجت تھی۔

نیز انجیل لوقا کے باب ہشتم ورس ۴۳ میں ہے:-

"کہ ایک بیمار عورت نے پیچھے سے آکر حضرت مسیح کی پوشاک کا کنارہ چھوا فوراً اچھی ہوگئی حضرت مسیح نے دریافت کیا کہ کس نے مجھے چھویا" الی آخرہ۔

پس اگر آپ عالم الغیب تھے تو پوچھنے اور تحقیق کرنے کی کیا ضرورت تھی خود بخود معلوم ہوجاتا۔

پانچویں یہ کہ خدا کی قدرت ایسی کامل ہونی چاہئے کہ رحم مادر میں جیسی صورت چاہے ویسی ہی بنا سکے خواہ ماں اور باپ دونوں کے ملنے سے یا صرف عورت سے پیدا کردے اسمیں عیسائیوں کے اس سوال کا بھی جواب ہو گیا کہ جب حضرت مسیح کا کوئی ظاہری باپ نہیں تو بجز خدا کے کس کو باپ کہیں اسکا جواب ہو گیا کہ خدا کو قدرت ہے کہ جسطرح چاہے رحم میں تصویر بنائے اور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح میں یہ قدرت نہ تھی خود انہی کی تصویر رحم مادر میں بنی پس وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ اثبات نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرا مسئلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہے اسکے اثبات کی طرف بھی ان آیات میں عجیب طرح سے اشارہ فرمایا۔ وہ یہ کہ توریت اور انجیل کا کتاب الٰہی اور صحیفۂ آسمانی ہونا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا نبی اور رسول ہونا تم کو مسلم ہے۔ پس جس دلیل سے توریت اور انجیل کا کتاب الٰہی ہونا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا نبی اور رسول ہونا مانتے ہو اس سے کہیں بڑھکر قرآن کریم کے کتاب الٰہی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے کی دلیلیں موجود ہیں۔

قرآن کریم کہ جو علوم ہدایت، فصاحت اور بلاغت سعادت اور شقاوت، حلت اور حرمت، مکارم اخلاق اور محاسن آداب، مبداء، اور معاد، سیاست ملکیہ مدنیہ کی تشریح اور تفصیل میں بے مثل اور بے نظیر ہے جس کا ہر حکم عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہے۔ تمام کتب الٰہیہ کا مصدِّق ہے۔ اور تمام حضرات انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ اور لباب ہے۔ ایسی کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں کیا شک ہے۔ اور جس نبی پر ایسی جامع کتاب نازل ہوئی ہو اس کے نبی اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر اگر کوئی دلیل نہ ہوتی تو فقط قرآن کریم ہی آپکی نبوت کی کافی دلیل تھا۔ لیکن حق جل علا نے قرآن کریم کے علاوہ اس قدر بیشمار آیات بینات اور دلائل نبوت آپکو عطا فرمائے کہ اگر تمام انبیاء و مرسلین کے معجزات جمع کیے جائیں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سب سے بڑھے رہیں گے۔

عجیب بات ہے کہ جو کتاب تمام کتابوں سے ہر شان میں اعلیٰ اور افضل ہو۔ اور جو نبی علوم ہدایت اور دلائل نبوت میں تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہو اسکو تو نہ مانا جائے اور جو کتاب قرآن

کے ہم پلہ نہ ہو اور جو نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ نہ ہو اسکو نبی مان لیا جائے۔ یہ بعینہ ایسا ہی ہے کہ یوشع علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو تو نبی مانا جائے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو نہ مانا جائے۔ یا حضرت یحیٰی اور حضرت زکریا کو تو خدا کا پیغمبر مانا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت سے انکار کر دیا جائے۔

حکیم اجمل خاں کو تو طبیب حاذق مان لیا جائے مگر ابن سینا اور جالینوس کے طبیب تسلیم کرنے میں تامل ہو۔ ع بریں عقل ودانش بباید گریست ؎

دلیل سوم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○

قُلْ کہدیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم هُوَ وہ خدا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو اَللّٰهُ ایسی ذات ہے کہ جو تمام صفات کمال کو جامع ہے اور تمام صفات نقص سے پاک اور منزہ ہے اَحَدٌ وہ یکتا اور یگانہ اور بے مثل ہے کوئی اسکا شریک وسہیم نہیں وہ اس شرکت کے عیب سے بالکل پاک ہے۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لفظ اللہ کو اس لئے مکرر لایا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ذات باوجود واحد وبسیط ہونیکے تمام صفات کمال کو جامع ہے اور صَمَدٌ ہے یعنی وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں وہ اپنی تخلیق وتکوین میں کسی مادہ اور روح اور کسی آلہ کا محتاج نہیں۔ صَمَدٌ اسکو کہتے ہیں کہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اسی کے محتاج ہوں وہی سب کا حاجت روا اور چارہ ساز ہو۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ یکتا اور یگانہ ہے کوئی اسکا شریک نہیں نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ سب سے مستغنی اور بے نیاز ہے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی کی پیدا ہوا اس لئے کہ اگر کوئی خدا کا باپ یا بیٹا ہو تو جس طرح انسان کا بیٹا باپ کے ساتھ انسانیت میں شریک ہوتا ہے۔

اسیطرح خدا کا بیٹا بھی خدا کے ساتھ خدائی میں شریک ہوگا جو کہ احدیت اور اسکے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کا سراسر خلاف ہے۔

نیز توالد و تناسل کا ہونا شان صمدیت اور شان استغناء کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ اولاد اپنے پیدا ہونے میں باپ کے محتاج ہوتی ہے اسی طرح باپ نسل کے باقی رکھنے میں اور خدمت لینے میں اولاد کا محتاج ہوتا ہے وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ اور کوئی اس کا ہمسر اور برابر نہیں جیسا کہ مجوس کہتے ہیں کہ عالم کے دو خالق ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ہمسر ہیں اور دونوں قوت اور قدرت میں ہم پلہ اور برابر ہیں ایک خالق خیر ہے جس کا نام یزداں دوسرا خالق شر جسکا نام اہرمن ہے۔ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ؛

فصل سوم

در بیان توحید از صحف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

اس فصل میں ہمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ توریت میں کہیں ایک جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں۔ تمام انبیاء کرام توحید ہی کی تعلیم دیتے چلے آئے حق تعالےٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ
(سورۂ انبیاء)

ہم نے آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اسکی طرف یہ وحی بھیجتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری پرستش کرو۔

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

آپکی طرف اور انبیاء سابقین کی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اے بندے اگر تو شرک کریگا تو تیرے اعمال حبط ہوجاینگے اور تو خاسرین میں سے ہو جائے گا۔

توراۃ سفر استثناء باب ۴ آیت ۳۵ و ۳۶

یہ سب تجھی کو دکھایا گیا۔ تاکہ تو جانے کہ خداوند ہی خدا ہے اور اسکے سوا کوئی نہیں۔

توراۃ سفر استثناء باب ۶ آیت ۴

سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔

توراۃ سفر استثناء باب ۳۲ آیت ۳۹

اب دیکھو۔ کوئی معبود میرے ساتھ نہیں۔ اور میں ہی مارتا ہوں۔ اور میں ہی جلاتا ہوں۔

میں ہی زخمی کرتا ہوں اور میں ہی چنگا کرتا ہوں۔ اور ایسا کوئی نہیں جو میرے ہاتھ سے چھڑاوے۔

زبور مقدس باب ۸۶ آیت ۹

تو بزرگ اور عجائب کام کرتا ہے۔ تو ہی اکیلا خدا ہے۔

زبور باب ۷۷ آیت ۱۳

اے خدا تیری راہ مقدس ہے کون معبود خدا کے مانند بڑا ہے۔

اول کتاب السلاطین باب ۸ آیت ۶۰

تاکہ زمین کے سارے گروہیں معلوم کریں کہ خداوند وہی خدا ہے۔ اور اسکے سوا اور کوئی نہیں۔

توراۃ سفر استثنار باب ۳ آیت ۲۴

اے مالک خداوند آسمان پر یا زمین پر کون خدا ہے۔ جو تیرے کاموں کے مطابق یا تیری قدرت کے موافق عمل کر سکے

کتاب اشعیار باب ۴۳ آیت ۱۱

اور میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

کتاب اشعیار باب ۴۵ آیت ۱۴ و ۱۵

اور تیرے آگے سجدہ کریں گے۔ اور تیرے آگے منت کرینگے اور کہیں گے یقیناً تجھ میں ہے۔ اور کوئی دوسرا نہیں۔ اور اسکے سوا کوئی خدا نہیں یقیناً تو ایک خدا ہے۔

کتاب اشعیار باب ۴۶ آیت ۹

میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔

کتاب خروج باب ۱۵ آیت ۱۱

معبودوں میں خداوند تجھ سا کون ہے پاکیزگی میں کون ہے تیرا سا جلال والا۔

کتاب دوم سموئیل باب ۷ آیت ۲۲

اے خداوند کوئی تیرے مانند نہیں۔ اور تیرے سوا جتنکہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہی کوئی خدا نہیں۔

اول کتاب السلاطین باب ۸ آیت ۲۳

اور سلیمان نے اسرائیل ساری جماعت کی روبرو کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ آسمان کیطرف

پھیلائے۔ اور کہا۔ اے خداوند اسرائیل کے خدا تجھ سا کوئی خدا نہ اوپر آسمان میں ہے نہ نیچے۔ ۱۵

کتاب اشعیاء باب ۴۰ آیت ۲۸

کیا تو نے نہیں جانا کیا تو نے نہیں سنا خداوند سوابدی خدا ہے۔ زمین کے کناروں کا پیدا کرنیوالا وہ تھک نہیں جاتا۔ اور ماندہ نہیں ہوتا اُسکے فہم کی تھاہ نہیں ملتی۔

کتاب یرمیاہ باب ۱۰ آیت ۱۰ تا آیت ۱۵

لیکن خداوند سچا خدا ہے۔ وہ زندہ خدا اور ابدی بادشاہ ہے زمین اُس کے قہر سے تھرّاتی اور قومیں اسکی جلجاہٹ کی برداشت نہیں کر سکتی ہیں۔ تم اُنسے اسطرح کہو کہ جس معبودوں نے آسمان اور زمین کو نہیں بنایا۔ زمین پر سے اور آسمان کے نیچے سے نیست ہوں گے اُسی نے اپنی قدرت سے دنیا کو بنایا ہے۔ اُسی نے اپنی حکمت سے جہان کو قائم کیا ہے۔

فصل چہارم

در ابطال تثلیث و اثبات توحید از اقوال جناب مسیح علیہ السلام

اس فصل میں ہمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ انجیل میں کسی جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور نہ اُنکے کسی حواری نے کسی کو یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو بلکہ انجیل میں جابجا صاف صاف یہی تعلیم ہے کہ خدا تعالیٰ۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ۔

البتہ بیشک کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح بن مریم اللہ اور خدا ہیں حالانکہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے تحقیق جو اللہ کے ساتھ شرک کریگا۔ اسکو یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں۔

انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۷

یسوع نے کہا کہ میں اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔

انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۳

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ اھ

خط کشیدہ جملوں سے صاف عیاں ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ معاذ اللہ خدا نہیں۔

انجیل مرقس باب ۱۲ آیت ۲۸

اُس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول کونسا ہے۔ ۲۹۔ یسوع نے جواب دیا۔ کہ اوّل یہ ہے۔ ۳۰۔ اے اسرائیل سُن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔

انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲

اے استاذ کیا خوب تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۷

تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے انتہی ۱۲ یعنی تمام عیبوں سے منزہ صرف ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات پاک ہے۔

انجیل متی باب ۲۷ آیت ۴۶

یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اھ

انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۴

اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں۔ بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اھ یعنی خدا کا کلام ہے۔ اور میں خدا کا رسول اور فرستادہ ہوں خدا نہیں ہوں۔

انجیل متی باب ۲۳ آیت ۹

زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اھ یعنی خدا ایک ہی ہے۔

انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۶

یسوع نے شاگردوں سے کہا یہیں بیٹھے رہنا جبتک میں دعا مانگوں۔ اھ اور ظاہر ہے کہ دعا

مانگنا بندہ کی شان سے ہے خدا کی شان نہیں کہ وہ دعا مانگے

انجیل لوقا باب ۴ آیت ۷ اور ۸

یسوع نے کہا۔ لکھا ہے کہ تو اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسیکی عبادت کر آہ

افسوس کہ نصاریٰ ان نصوص صریحہ اور دلائل عقلیہ کے مخالف ہیں اور تثلیث میں پھنسے جا رہے ہیں۔ نصاریٰ میں ایک فرقہ یونی ٹیرین اس وقت بھی امریکہ اور لندن میں موجود ہے یہ گروہ تثلیث کا سخت منکر ہے صرف خدا کی عبادت کے قائل ہیں۔ اور یسوع مسیح اور مریم اور فرشتوں کی عبادت کے قائل نہیں۔

فصل پنجم

در ابطال ادلۃ الوہیت کہ از عہد جدید نقل میکنند

دلیل اول) انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۲۸

توما نے حضرت مسیح کو ان الفاظ سے خطاب کیا۔ اے میرے خداوند اے میرے خدا۔ اھ حضرت مسیح کے سامنے یہ الفاظ کہے گئے پس اگر حضرت مسیح خدا نہ تھے تو یقیناً ان الفاظ کے استعمال سے منع فرماتے۔

جواب

محاورہ بائیبل میں لفظ خدا وسیع معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ کبھی خدا بولکر مرشد اور ہادی کے معنی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی فرشتہ اور معلم اور استاذ اور رئیس اور نیک آدمی مراد ہوتے ہیں۔ چنانچہ سفر خروج باب ۷ آیت اول میں ہے۔ ففال الرب لموسی انظرانا جعلناک الہا لفرعون۔ یعنی خدا نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا بنایا۔

اس جگہ الٰہ سے ہادی اور مرشد کے معنی مراد ہیں اور اردو تراجم میں اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ فرعون کیلئے خدا بنایا اھ۔ اگر خدا کے حقیقی معنی مراد ہوتے تو اس تاویل کی کیا حاجت تھی۔ اور زبور باب ۸۲ آیت ۶ میں ہے۔ میں نے تو کہا تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ اھ۔ اور انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۲۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ الی قولہ ۳۴۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں

لکھا کہ تم خدا ہو - الخ - اور اس آیت پر حاشیہ میں (زبور ۸۲ آیت ۶ سے) لکھا ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت مسیح ان الفاظ سے نوشتہ زبور کو یاد دلا رہے ہیں - اور ظاہر ہے کہ اس مقام پر کہ تم خدا ہو اسکے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ تم خدا کے نیک بندے ہو -

اور انجیل مرقس باب ۱۴ آیت ۴۵ میں ہے (اور کہا اے ربی) اسکے حاشیہ میں لکھا ہے (یعنی اے استاذ)

اور سفر پیدائش باب ۳۲ از آیت ۲۴ تا آیت ۳۱ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا سے کشتی کرنا مذکور ہے اور پھر یہ کہ حضرت یعقوب خدا سے کشتی میں غالب رہے اھ - ظاہر ہے کہ اس جگہ حقیقۃً خدا سے کوئی کشتی مراد نہیں بلکہ فرشتہ یا کوئی اور معنی مراد لئے گئے ہیں اور سفر پیدائش باب ۱۷ آیت اول میں ہے - جب ابرام ننانوے ۹۹ برس کا ہوا - تب خدا وند ابرام کو نظر آیا - اور آیت ۹ میں ہے - پھر خدا نے ابرام سے کہا اور آیت ۱۵ میں ہے - اور خدا نے ابرام سے کہا اور آیت ۲۲ میں ہے اور جب ابرام سے باتیں کر چکا تب خدا اسکے پاس سے اوپر گیا - اھ یعنی وہ فرشتہ جو حضرت ابراہیم کے پاس آیا تھا فارغ ہو کر آسمان پر چلا گیا - ان تمام مقامات اور آیات میں خدا سے فرشتہ مراد لیا گیا ہے -

دلیل دوم - انجیل متی باب ۳ آیت ۱۷ - آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ (یعنی حضرت مسیح) میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں - اھ اور ایسا ہی انجیل متی باب ۱۷ آیت ۶ میں ہے -

جواب

بائبل میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے حضرات کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے پس اگر ابنیت مستلزم الوہیت کو ہے تو یہ سب خدا اور الٰہ ہونے چاہئیں - انجیل لوقا باب ۳ آیت ۳۸ آدم ابن اللہ - سفر خروج باب ۴ آیت ۲۳ - خداوند نے یوں فرمایا کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے - اھ کتاب یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۹ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۲۰ - افرائیم میرا پیارا بیٹا ہے - تواریخ اول باب ۲۸ آیت ۶ - میں نے اسے (سلیمان) چن لیا کہ میرا بیٹا ہو اور میں اسکا باپ ہوں - تواریخ اول باب ۲۲ آیت ۱۰ - وہ (سلیمان) میرا بیٹا ہوگا - اور میں اسکا باپ ہونگا زبور باب ۶۸ آیت ۵ - یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا ولی اھ

آیات ذیل کے پڑھنے کے بعد غالباً کسی کو بھی اسمیں اشتباہ نہ رہا ہوگا کہ خدا کا بیٹا بول کر یہ

مطلب ہوتا ہے کہ یہ خدا کا نیک بندہ ہے جیساکہ پولوس کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے۔
رومی باب ۸ آیت ۱۴- اس لئے کہ جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں۔
اور پولوس کا خط جو فلپیون کے نام ہے۔ اسمیں ہے خدا کے بے نقص فرزند بنے رہو۔ باب ۲
آیت ۱۴- اور اسیوجہ سے انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۳۹ میں حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا۔ اور اسی
مقام پر انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۴۷ میں ابن اللہ کی جگہ صالح اور راستباز کہا گیا۔ اور اسوجہ سے انجیل
متی باب ۵ آیت ۹ اور انجیل متی باب ۶ آیت اول اور انجیل متی باب ۶ آیت ۱۴ میں خدا کے فرزندوں سے
نیک بندے مراد لئے گئے۔ اور انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۴۴ میں شیطان کے بیٹوں سے شریر لوگ
مراد لئے گئے بلکہ بعض مرتبہ شریروں کو بھی اس معنی سے کہ وہ بھی خدا کا بندہ ہے خدا کا بیٹا کہا گیا۔
جیساکہ انجیل متی باب ۷ آیت ۱۱ میں ہے۔ پس جبکہ تم بیرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی طرح چیز دینا جانتے
ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیز کیوں نہ دیگا۔
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ محاورۂ بائیبل میں جب لفظ ابن اللہ بولا جاتا ہے تو اسکے ظاہری
معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا سے تعلق رکھنے والا جیسے آل فرعون سے
مراد یہ ہوتی ہے کہ فرعون سے تعلق رکھنے والے اور فرزندان وطن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ
وطن سے تعلق رکھنے والے پس نا معلوم نصاریٰ نے کسطرح حضرت عیسیٰ کو حقیقۃً خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا۔
دلیل سوم - انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۲۳- اس نے (مسیح علیہ السلام) ان سے کہا کہ تم نیچے کے
ہو میں اوپر کا ہوں تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں ہوں اھ۔ یعنی میں خدا ہوں مجسم ہو کر دنیا
میں آیا ہوں۔

جواب

اس قسم کا کلام حضرت مسیح سے حواریین کے حق میں بھی منقول ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا باب ۱۵
آیت ۱۹ میں ہے۔ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو عزیز رکھتی۔ لیکن چونکہ تم دنیا کے نہیں بلکہ
میں نے تمکو دنیا سے چن لیا ہے اسواسطے دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے انجیل یوحنا باب ۱۷
آیت ۱۶ میں ہے۔ جس طرح میں دنیا کا نہیں اسی طرح وہ بھی دنیا کا نہیں اھ۔ پس جس دلیل سے
حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کیگئی وہی دلیل حواریین کے حق میں بھی موجود ہے حضرت مسیح کی طرح انکو

بھی خدا ماننا چاہئے لہٰذا صحیح مطلب یہ ہی کہ میں خدا کا طالب ہوں اور تم دنیا کے طالب ہو۔

دلیل چہارم۔ انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۱ میں ہے میں اور باپ ایک ہیں۔

جواب۔ اس قسم کا کلام حواریین کے حق میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام سے منقول ہے۔

انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۲۱

مجھ پر ایمان لائینگے تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جسطرح اے باپ۔ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں۔ اور دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں میں اُنہیں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جاویں اھ

دلیل پنجم۔ اناجیل اربعہ میں حضرت مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا مذکور ہے۔

جواب۔ حزقیل علیہ السلام سے بھی ہزاروں مردوں کا زندہ کرنا ثابت ہے جیسا کہ کتاب حزقیل کے باب ۳۷ آیت ۱۰ و ۱۱ میں ہے۔ اور ایلیا علیہ السلام سے کتاب سلاطین اول باب ۱۷ آیت ۲۲ اور الیسع علیہ السلام سے ہر سلاطین دوم باب ۴ آیت ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ میں مردوں کا زندہ کرنا مذکور ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا کو سانپ بنا دینا دنیا میں مشہور ہے۔

دلیل ششم۔ انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۹ میں ہے جسنے مجھے دیکھا اُس نے اپنے باپ کو دیکھا۔

جواب۔ ماسبق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح اور حواریین سب خدا کے ساتھ متحد ہیں لہٰذا جس نے حواریین کو دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص کسی کا ایلچی یا پیغامبر ہوتا ہے تو اسکی تحقیر مولیٰ کی تحقیر شمار کیجاتی ہے۔ اور اُسکی تعظیم مولیٰ کی تعظیم سمجھی جاتی ہے جیسا کہ انجیل متی باب ۱۰ آیت ۴۰ میں ہے۔ جو تمہیں قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے۔ اھ۔ اور انجیل لوقا باب ۱۰ آیت ۱۶ میں ہے۔ جو تمہاری سنتا ہے وہ میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں نہیں مانتا وہ مجھکو نہیں مانتا۔ اھ۔ اور انجیل متی کے باب ۲۵ آیت ۳۵ میں ہے۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا۔ تو نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ راستباز جواب میں کہیں گے اے خداوند ہم نے کب تجھکو بھوکا دیکھکر کھانا کھلایا۔ الخ۔ بادشاہ اُنکے جواب میں کہیگا۔ چونکہ تم نے میرے اُن سب سے چھوٹے بھائیوں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا۔ اسلئے میرے ساتھ کیا۔ اھ۔ فقیر کے کھانا کھلانیکو اس

کلام ہیں خدا کا کھلانا قرار دیا ہی تو کیا یہ فقیر اس استعارہ سے معاذ اللہ حقیقۃً خدا ہو گیا۔ اسیطرح حضرت مسیح کے دیکھنے سے حقیقۃً خدا کا دیکھنا اور حضرت مسیح کا خدا ہونا لازم نہیں آتا اور یہ کلام اسی طرح کا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بیشک اللہ کی اطاعت کی

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔ اے نبی کریم جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔

وفی الصحیحین لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بھا رجلہ الذی یمشی بھا اھ۔ بخاری و مسلم میں حدیث ہو کہ بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہو یہانتک کہ میں اسکو اسقدر محبوب بنا لیتا ہوں کہ اسکی سمع بنجاتا ہوں کہ اس سے وہ سنتا ہی اور بصر ہو جاتا ہوں کہ اس سے دیکھتا ہی اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ اس سے پکڑتا ہی اور اسکا پیر ہو جاتا ہوں کہ وہ اس سے حرکت کرتا یعنی اسکے تمام کام میری مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔

دلیل ہفتم۔ حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔

جواب۔ اس بنار پر حضرت آدم اور ملائکہ بھی خدا ہونے چاہئیں اسلئے کہ حضرت آدم اور ملائکہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں یہی دلیل اگر الوہیت کی ہے۔ تو فرشتے اور حضرت آدم مسیح سے پہلے خدا ہونے چاہئیں۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۔ حضرت عیسی کی شان خدا کی نزدیک آدم علیہ السلام کیطرح ہی

نیز جس طرح اہل سلام عالم کو حادث مانتے ہیں اسیطرح اہل کتاب بھی عالم کو حادث مانتے ہیں پس ابتداءً جو نوع بھی حادث ہو گی وہ ضرور بغیر ماں باپ کے ہو گی۔ جیسا کہ توراۃ سفر پیدائش باب اول آیت ۲۱ تا ۲۵ سے ظاہر ہے معلوم ہوا کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا الوہیت کی دلیل نہیں

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

محمد ادریس الکاندھلوی کان اللہ لہ وکان ھو للہ

آمین یا رب العالمین

صدائے اسلام

مذاہب دنیا میں بہت ہیں اور آپس میں مختلف اور متضاد ہیں نہ تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ سب سچ ہیں اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سب جھوٹے اور باطل ہیں کہ اسلئے کہ اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین دونوں ہی باتفاق عقلاء عالم ممتنع اور محال ہیں دنیا میں توحید کے بھی قائل ہیں اور شرک کے بھی۔ یہ ناممکن ہے کہ توحید اور عدم توحید دونوں ہی حق ہوں یا دونوں ہی باطل ہوں لامحالہ دونوں میں سے ایک ہی حق ہوگا۔

حق و باطل کا معیار سوائے عقل سلیم کے اور کیا ہو سکتا ہے پس جب مذہب کے اصول اور عقائد اور قواعد عقل سلیم اور فہم مستقیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہونگے وہ مذہب صحیح ہوگا اور جس مذہب کے اصول اور خاصکر بنیادی عقائد ہی سراسر عقل کے خلاف ہونگے وہ مذہب بلا شبہ باطل ہوگا اور علیٰ ہذا جو مذہب مکارم اخلاق اور محاسن اعمال مثلاً عفت اور پاکدامنی کا علمبردار ہوگا وہ قابل قبول ہوگا اور جو مذہب بے حیائی اور بدکاری کا مجسمہ دیتا ہو تو وہ مذہب اہل حیاء اور اہل عفت کی نزدیک قابل نفرت ہوگا بلکہ اس قابل ہوگا کہ اسکو صلیب پر لٹکایا جائے اور اسکے خوب طمانچے لگائے جائیں اور اسکے منہ پر تھوکا جائے اور پھر ہمیشہ کیلئے اسکو قبر میں دفن کر دیا جائے۔ اسلام کہتا ہے کہ اے دنیا کے دانشمندو اور ہوشمندو میرے آغوش میں آجاؤ تمکو ایسے اصول اور عقائد کی تعلیم دونگا جو عین کے عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہوں گے جس طرح چاہو انکو عقل اور فطرت کے کسوٹی پر کس لینا اور پرکھ لینا اور پلٹ پلٹ کر انکو دیکھ لینا اور دکھلا لینا اور تمکو ایسے مکارم اخلاق کی تلقین کرونگا کہ حیاء اور شرمساری اور عفت اور پاکدامنی اور حسن و خوبی میں انکا جواب نہو گا۔

اے دنیا کے دانشمندو اور حیاء اور عفت اور پاکدامنی کے طلبگارو ایسے دین (نصرانیت) سے دور رہو کہ جسمیں شراب حلال ہو اور بے پردگی اور غیر عورتوں سے تعلق اور اختلاط اور رقص و سرود ساعلیٰ درجہ کی تہذیب اور تمدن شمار کیجاتی ہو۔ افسوس کہ اسلام کے تعدد ازدواج پر نکتہ چینی کریں اور غیر محدود عورتوں سے تعلقات کو تہذیب اور تمدن بتلائیں آخر اس متمدن

قوم کے فاضل جج یہ تو بتائیں کہ زنا کی کیا تعریف ہو کہ جسکو یہ کہا جا سکے کہ یہ زنا ہے نکاح نہیں شراب سے عقل جیسی نعمت عظمیٰ جاتی رہتی ہے اور بے پردگی سے نسب مخلوط اور مشکوک ہو جاتا ہے اور بے غیرتی اور بدکاری کا دروازہ کھل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ کی چالیس فیصدی آبادی غیر ثابت النسب ہے۔

اسلام نے پردہ کو فرض کیا اور غیر عورت پر نظر ڈالنے کو حرام کیا تاکہ اسلامی خواتین کا عفت مآب چہرہ ناپاک نظروں سے محفوظ ہو جائے اور تاکہ انکی اولاد مشکوک اور مشتبہ نہ رہے اور تاکہ بے حیائی اور بے غیرتی کا دروازہ بالکلیہ بند ہو جائے اور حیاء اور غیرت ہی تمام مکارم اخلاق کا سرچشمہ ہے اور جب سے نصاریٰ نے کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا طریقہ رائج کیا ہے اسوقت سے دیکھ لیا جائے کہ اخلاق میں کسقدر تنزل آگیا ہے لڑکیاں۔ نکاح سے پہلے ہی مائیں بننے لگی ہیں یہ سب انگریزی کالجوں کی برکات ہیں کہ جنکی وجہ سے دن بدن دنیا سے عفت اور حیا اور پاکدامنی ختم ہوتی جاتی رہی ہے خدانخواستہ خدانخواستہ اگر یہی رفتار رہی تو پھر دنیا کو نکاح کی بھی ضرورت نہ رہیگی جسطرح ایک حیوان جس مادہ سے چاہے اپنی حیوانی ضرورت پوری کر لیتا ہے اور اسکو ازدواجی رسوم اور لوازم کا بجالانا ضروری نہیں اسیطرح عنقریب یہ یورپ کے مہذب اور متمدن انسان حیوان مطلق بن جائینگے انکو نکاح کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور اسوقت عورتوں کی بیکسی اور بے بسی کا عجب حال ہوگا۔ عجب نہیں کہ ایسے مصیبت کے وقت میں چار چار عورتیں ملکر ایک مرد سے نکاح کی درخواست کرنے لگیں اور اسلام کے مسئلہ تعدد ازدواج کو حق تعالے کی نعمت کبریٰ سمجھکر سجدہ شکر بجالانے لگیں کہ اسلام نے ہماری اس مصیبت کا بہترین حل پیش کیا۔

اے دنیا کے دانشمندو اور ہوشمندو۔ ذرا انصاف تو کرو کہ اسلام جیسے مکمل اور مدلل اور مفصل مذہب کو چھوڑ کر ایسی مذہب کیطرف کیوں جاتے ہو جسکا بنیادی عقیدہ ہی (توحید فی التثلیث) سراسر عقل کے خلاف ہو اور جسکو آج تک دنیا کا کوئی پوپ اور پادری نہ سمجھ سکا ہو اور نہ سمجھا سکا ہو کہ ایک تین اور تین ایک کیسے ایک ہو سکتے ہیں اور اسکا معاشرہ بیغیرتی اور بیحیائی کا دروازہ کھولتا ہو اور اسکا کالج اخلاق کے حق میں فالج کا حکم رکھتا ہو اور اسکی دعوت کا آغاز زن اور زر سے ہوتا ہو ذرا سوچو تو سہی کہ نفس اور شیطان تمکو کس تباہی اور بربادی کے گڑھے کیطرف دھکیل کر لیجا رہا ہے زن اور زر کے

ذریعہ سے جس چیز کی دعوت دیجائیگی وہ بلاشبہ نفسانی اور شہوانی ہوگی اور دنیا کے تمام حکماء اور عقلاء کا اسپر اتفاق ہے کہ نفسانی خواہشوں کا اتباع دین و دنیا دونوں کو تباہ اور برباد کرتا ہے تمکو چاہئے کہ اسلام کی عقلی اور نقلی دلائل اور براہین پر نظر کرو کہ وہ کس درجہ معقول اور پختہ ہیں۔ معقول کو قبول کرو اور غیر معقول سے دور بھاگو۔ اور نصرانی حکومتوں کی مادی طاقت اور قوت و شوکت پر نظر نہ کرو محض حکومت اور سلطنت حقانیت کی دلیل نہیں۔

حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے وقت میں حکومت یہودیوں کی تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زمانہ میں حکومت فرعون کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حکومت نمرود کی تھی۔

فی زمانہ نصاریٰ کی حکومت یہود اور نمرود اور فرعون کی حکومت کا نمونہ ہے اور خلفاء راشدین کی حکومت حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی حکومت کا نمونہ تھی۔ مسجد نبوی ہی خلفاء راشدین کا قصر حکومت اور ایوان خلافت تھا اور مسجد کا بوریا ہی انکی کرسی عدالت تھی اور اسی مسجد کا چھپر انکی درگاہ اور خانقاہ تھی۔ ایسی حکومت تو حقانیت کی دلیل ہوسکتی ہے باقی یہود اور نمرود جیسی حکومت کو حقانیت کی دلیل بنانا کمال ابلہی و نادانی ہے۔

خلفاء راشدین امیر مملکت بھی تھے اور معلم شریعت بھی تھے اور شیخ طریقت بھی تھے مسجد کے امام اور خطیب بھی تھے امیر اور بادشاہ بھی تھے فقیر اور درویش بھی اسلام اور مسلمانوں کے پاسبان اور نگہبان بھی تھے عمامہ اور دستار کمبل اور گدڑی انکا شاہی اور امیری لباس تھا اور بیک وقت آدھی آدھی دنیا کے دو فرمانرواؤں یعنی قیصر و کسریٰ سے مصروف جہاد تھے اور اونٹ چرانے والوں اور کمبل پوشوں کا لشکر دنیا کی مہذب اور متمدن قوموں کو کھلے بندوں میدانوں میں پچھاڑ رہا تھا اور انکی خزانوں کو لاکر مسجد نبوی کے صحن میں ڈال رہا تھا اور فاروق اعظم اور عثمان غنی مسجد کے بوریے پر بیٹھکر ان متمدن قوموں کی خزانے فقراء و مساکین پر تقسیم کرتے تھے اسلام ایسی سلطنت کا حکم دیتا ہے اور ایسی حکمرانی کے طریقے بتاتا ہے کہ جہاں امیری اور فقیری ساتھ ساتھ چلیں یہ فقیر و حقیر اپنے مسلمان امراء سلطنت اور وزراء مملکت کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ترقی اور عزت مطلوب ہے تو خلفاء راشدین اور خلفاء بنی امیہ اور خلفاء عباسیہ اور شاہان مغلیہ کے طریقہ پر چلیں اور جن قوموں کو تمہارے بزرگوں نے کھلے بندوں میدانوں میں پچھاڑا تھا انکی نقالی نہ کریں غیروں کی نقالی میں سوائے ذلت کے کیا رکھا ہے خوب

سوچ لو اور سمجھ لو۔

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت ۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اب سنو اور غور سے سنو

اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے۔ عیسائی اور ہندو بھی توحید کے مدعی ہیں مگر اُنکی توحید خالص نہیں شرک کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

اسلام کی توحید روز روشن کیطرح واضح ہی جو بے شمار دلائل عقلیہ او نقلیہ او فطریہ سے ثابت ہی۔

اسلام کا عقیدہ

یہ ہی کہ خداوند عالم جسنے اس عالم کو بنایا اور جسکا نام اَللّٰہ ہے وہ ایک ہی ذات اور صفات ہیں کوئی اسکا شریک اور سہیم نہیں ہر قسم کی عیبوں اور نقصانوں سے منزہ ہی معاذ اللہ اگر خدا میں بھی کوئی عیب اور نقصان ہو تو پھر خدا اور بندوں میں کیا فرق رہی بندے اسی لئے تو خدا بننے سے محروم ہیں کہ انمیں قسم قسم کے نقصانات پائے جاتے ہیں اور وجود کی باگ اُنکے قبضہ میں نہیں کہ جو خوبی اور جو کمال چاہیں اپنے واسطے موجود کر ہیں خدا کو خدا اسلیئے کہتے ہیں کہ وہ خود بخود ہی اُسکا وجود کسی کا عطیہ نہیں۔

پس اگر خدا بھی بندونکی طرح ناقص اور مجبور اور عاجز ہو تو اسکو خدا بن بیٹھنے کا کیا استحقاق ہی

عیسائیوں کا عقیدہ

یہ ہی کہ خدا تین ہیں باپ (خداتعالیٰ) اور بیٹا یعنی مسیح علیہ السلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور ایک تین ہیں ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ مسیح بندہ بھی ہے اور مالک بھی ہی اور وہ آدمی بھی ہی اور خدا بھی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ خداوند قدوس اپنے مجد وجلال سی اتر کر مجسم ہوا اور ایک عورت کے رحم اور شکم میں داخل ہوا اور نو ماہ شکم مادر میں رہکر عام بچوں کیطرح شرمگاہ سی اسکی ولادت ہوئی وہ روتا تھا اور ماں کا دودھ پیتا تھا اور پھر کھانے اور پینے لگا اور بول براز کرنے لگا اور جب بڑا ہوا تو یہودی (جو اسیکے بندے اور مخلوق تھے) اسکے دشمن ہو گئے اور اُنکو پکڑ کر پھانسی پر لٹکایا اور منہ پر تھوکا اور طمانچے مارے اور کانٹوں کا تاج سر پر رکھا اور نہایت ذلت کے ساتھ اُنکو مارا اور عیسیٰ علیہ السلام خدا سے بہت آہ وزاری کے ساتھ فریاد کرتے تھے کہ ایلی ایلی۔ تو نے مجھے بے یار و مددگار کیوں چھوڑ دیا۔ اسطرح عیسیٰ علیہ السلام نے تڑپ تڑپ کر صلیب پر جان دی اور تین دن قبر میں

رہے اور بعد میں زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے اور باپ کی دائیں جانب جاکر بیٹھ گئے۔ نصاریٰ کہتے ہیں
کہ عیسیٰ خود خدا تھا خود بندوں کی نجات کیلئے مصلوب ہوا اور ملعون ہوکر تین دن تک دوزخ میں
رہا نصاریٰ کا عقیدہ مختصراً ختم ہوا جو آپ حضرات نے سن لیا کہ کیسا عجیب و غریب عقیدہ ہے۔
نصاریٰ کا یہ عقیدہ سراسر مہمل اور خلاف عقل ہے۔ کوئی ادنیٰ عقل والا بھی اسکو تسلیم نہیں کر سکتا
کہ ایک ہی ذات خدا بھی ہو اور بندہ بھی ہو عابد بھی ہو اور معبود بھی ہو تین ایک بھی ہوں اور ایک
تین بھی ہو آج تک نصاریٰ اس توحید فی التثلیث پر نہ کوئی عقلی دلیل پیش کر سکے اور نہ نقلی۔ نیز یہ
ناممکن ہے کہ خداوند قدوس جو ہر طرح سے مقدس ہے اور ہر وجہ سے بے نیاز اور تمام عیبوں سے پاک ہے
وہ عیسیٰ ابن مریم بنکر اور مجسم ہوکر کسی عورت کے رحم اور شکم میں اترے اور پھر کھانے اور پینے اور بول و
براز اور بھوک اور پیاس اور خوشی و غم اور دیگر حوائج انسانی میں مبتلا ہوکہیں سولی پر چڑھے اور
دشمنوں کے ہاتھ سے مقتول ہوکر معذب اور ملعون بنے اور گنہگاروں کی نجات کیلئے کفارہ
بنے اور سارے انسانوں کی لعنت اپنے اوپر اٹھائے اہل عقل بتلائیں کہ کیا خداوند قدوس کی اس سے
بڑھکر کوئی توہین ہو سکتی ہے جو نصاریٰ نے کی حضرت عمرؓ کا قول ہے

لقد سبوا الله مسبة ما سبه ایاها — نصاریٰ نے خدا تعالیٰ کو وہ گالیاں دی ہیں کہ جو آجتک

احد من البشر — کسی آدمی نے نہیں دیں۔

نصاریٰ کا یہ عجیب و غریب عقیدہ عقل اور انسانیت کیلئے ننگ اور عار ہے کہ خدا کا ایک عورت
کے پیٹ سے پیدا ہونا اور پھر اسکا لاچار اور مجبور ہوکر چوروں کے ساتھ صلیب پر لٹکنا اور پھر تین دن تک
مردہ پڑا رہنا مگر نصاریٰ کے نزدیک حق اور واجب الایمان ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلام کا عقیدہ

عہد نبوت سے لیکر اسوقت تک تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آیا ہے کہ حضرت
عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیٰ نبینا و علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی طرح حق جل شانہ کے برگزیدہ بندے
اور رسول برحق تھے۔ بنی اسرائیل میں مریم عذراء کے بطن سے بغیر باپ کے نفخہ جبرئیلی سے پیدا
ہوئے اور پھر قوم بنی اسرائیل کیطرف رسول بناکر بھیجے گئے۔ اور یہود بے بہبود نے جب انکو
قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے انکو اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔

یعنی یہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا

بلکہ حضرت مسیح کے دشمنوں ہی میں سے ایک شخص کو حق تعالیٰ نے حضرت مسیح بن مریم کا شبیہ اور ہمشکل بنادیا۔ یہود نے اسی شبیہ کو حضرت عیسیٰ سمجھکر قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا اسطرح حق تعالیٰ نے یہود کو اشتباہ اور التباس میں ڈال دیا جیسا کہ قرآن کریم میں صراحۃً موجود ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

اور یہود نے حضرت مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ سولی پہ چڑھایا لیکن انکو من جانب اللہ اشتباہ میں ڈال دیا گیا

کہ حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو مکان کے ایک دریچہ سے آسمان پر اٹھالیا اور حضرت عیسیٰ کے دشمنوں ہی میں سے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ کی ہمشکل بناکر یہود ہی کے ہاتھ سے قتل کرادیا یہود خوش ہو گئے کہ ہمنے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا اور پھر جب اپنے آدمیوں کو شمار کیا تو ایک آدمی کم ہو گیا تو اختلاف اور اشتباہ میں پڑ گئے اسی بارہ میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔

یہود اس قول کی وجہ سے بھی ملعون ہوئے کہ بطور تفاخر یہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح بن مریم کو جو رسول ہونیکے مدعی تھے انکو قتل کر ڈالا حق تعالیٰ فرماتے ہیں انکا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے یہود نے نہ انکو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن انکو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ حضرت مسیح کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ سب شک اور تردد میں پڑے ہوئے اصل حقیقت کا انکو کوئی علم نہیں سوائے گمان کی پیروی کے کچھ نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ یہود نے عیسیٰ بن مریم کو قطعاً اور یقیناً نہیں قتل کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے کہ اپنے برگزیدہ بندہ کو روح القدس جبرئیل امین کے ذریعہ آسمان پر اٹھالیا اور دشمنوں ہی میں سے ایک شخص کو حضرت مسیح کی ہمشکل بناکر دشمنوں ہی کے ہاتھ سے قتل کراکر صلیب پر چڑھوادیا اور دشمنوں کو قیامت تک کیلئے اشتباہ میں ڈال دیا۔ اور صحیح حقیقت اور صحیح معرفت سے مسلمانوں کو قرآن اور حدیث کے ذریعہ آگاہ فرمادیا۔

یہ تمام مضمون قرآن کریم کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے جسمیں

ذرہ برابر شک اور شبہ کی گنجائش نہیں تفصیل اگر درکار ہو تو اس ناچیز کے تین رسالوں کو ملاحظہ فرمائیں (۱) کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ۔ (۲) القول المحکم فی نزول عیسیٰ بن مریم۔ (۳) لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم۔ جنمیں خاص طور پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اجماع امت محمدیہ سے یہ ثابت کیا گیا کہ عیسیٰ بن مریم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب جب دجال ظاہر ہوگا جو قوم یہود سے ہوگا تو اس وقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہونگے اور دجال کو قتل کرینگے جو اسوقت یہود کا بادشاہ اور سردار ہوگا۔ (نکتہ) نکتہ اسمیں یہ ہے کہ یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کیا اور انکو ذلیل اور رسوا کیا۔ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود ہی اسکے متبع اور پیرو ہونگے اسلئے حق تعالیٰ نے اس وقت تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا اور پھر قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونگے اور دجال جو قوم یہود میں سے ہوگا اور اسوقت یہودیوں کا بادشاہ اور سردار ہوگا اسوقت حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کرینگے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ جس ذات یعنی مسیح بن مریم کے نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے انکو قتل کر دیا وہ سب غلط ہے اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُنکو تو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے قتل کیلئے اسکو آسمان سے اتارینگے

نصاریٰ انصاف سے بتائیں

کہ سچے عیسائی ہم محمدی ہیں یا وہ لوگ ہیں کہ جو معاذ اللہ حضرت عیسیٰ الصلاۃ والسلام کو مقتول اور مصلوب اور ملعون مانکر دنیا بھر کے گناہوں اور پاپوں کا کفارہ مانتے ہیں اے علمار نصاریٰ۔ خدارا۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ تم نے حضرت مسیح کی توہین و تذلیل میں کیا کسر چھوڑی۔ اور مسلمانوں نے حضرت مسیح بن مریم کی تعظیم و تکریم اور انکی عظمت و رفعت اور علو مرتبت میں کیا فرو گذاشت کی۔ سچے عیسائی بننا ہے تو محمدی ہو جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

⁂

علامہ مسعودی حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علی نبینا و علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھتے ہیں :-

هُوَ عَبْدٌ مُقَرَّبٌ وَ نَبِيٌّ وَ رَسُوْلٌ قَدْ خَصَّهٗ مَوْلَاهُ

حضرت مسیح تو اللہ کے مقرب بندے نبی اور رسول تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مخصوص بندہ بنایا تھا

طَهَّرَ اللّٰهُ ذَاتَهٗ وَحَبَاهُ ثُمَّ اٰتَاهُ وَحْيَهٗ وَهُدَاهُ

ان کی ذات کو پاک اور مطہر بنایا پھر اُن کو اپنی وحی اور علوم ہدایت سے سرفراز کیا

وبکن بدء خلقه کلمة الله لا الی مریم البتول براهٗ

کلمہ کن سے پیدا ہوئے اللہ کا کلمہ تھے بغیر باپ کے حضرت مریم بتول سے پیدا ہوئے

هٰکذا شان ربه خالق الخلق بکن کلهم فنعم الالهٗ

خدا کی یہی شان ہے کہ جس کو چاہے کلمہ کن سے پیدا کردے خدا کی یہی شان ہے کہ کلمہ کن سے پیدا کرتا ہے

والاناجیل شاهدات وعنه انما الله ربه لا سواه

تمام انجیلیں اسکی شاہد ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں

کان لله خاشعا مستکینا راغبا راهبا یرجی رضاه

اور حضرت مسیح اللہ کے بندے تھے جو نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے تھے اللہ کی محبت اور اسکی عظمت اور جلال کا خوف ہر وقت پیش نظر رہتا تھا ہر کام میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کی امید رکھتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے عبادت گذار بندے تھے۔

لیس یحیی ولیس یخلق الا ان دعاه وقد اجاب دعاه

حضرت مسیح نہ کسی کو زندہ کرتے تھے اور نہ کسی کو پیدا کرتے تھے انکا کام صرف اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ اُن کی دعاء قبول فرماتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے۔

انما فاعل الجمیع هو الله ولکن علی یدیه قضاه

کذا فی منتخب التجمیل صفحہ ۲۸

فاعل حقیقی اور اصل زندہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی بطور معجزات اور کرامت کبھی کبھی حضرت مسیح کے ہاتھ پر مردوں کو زندہ کیا اور اللہ کے کسی مقرب بندے کے ہاتھ پر اس قسم کے معجزات کا ظاہر ہونا نبوت اور رسالت کی دلیل ہے۔ نہ کہ الوہیت کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السؤال العجیب فی الرد علی اہل الصلیب

ذیل میں فاضل ادیب شیخ احمد علی ملیجی مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فصیح و بلیغ قصیدہ مطلب خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جسکو فاضل مرحوم نے السوال العجیب فی الرد علی اہل الصلیب کے نام سے موسوم کیا تھا۔ یہ قصیدہ[1] ۱۳۲۲ھ میں مصر سے شائع ہوا۔ علماء نصاریٰ سے آجتک اس عجیب سوال کا جواب نہیں ہو سکا اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بھی کوئی اسکا جواب نہیں دے سکیگا۔ اور یہ انشاء اللہ بھی تیمناً اور تبرکاً کہہ رہا ہوں نہ کہ تعلیقاً۔ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ۔

أَعُبَّادَ عِيسَى لَنَا عِنْدَكُمْ ... سُؤَالٌ عَجِيبٌ فَهَلْ مِنْ جَوَابْ

اے عیسیٰ کے پرستاروں ہمارا تم سے ایک عجیب سوال ہے پس کیا تمہارے پاس اس کا کوئی جواب ہے

إِذَا كَانَ عِيسَى عَلَى زَعْمِكُمْ ... إِلٰهًا قَدِيرًا عَزِيزًا يُهَابْ

اگر تمہارے زعم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدائے قادر اور غالب اور ہیبت و جلال والے تھے

فَكَيْفَ اعْتَقَدْتُمْ بِأَنَّ الْيَهُودْ ... أَذَاقُوهُ بِالصَّلْبِ مُرَّ الْعَذَابْ

تو پھر تم نے یہ عقیدہ کیسے قائم کر لیا کہ یہود نے اُن کو صلیب دیکر تلخ عذاب چکھایا۔ کیا خدا کو بھی عذاب چکھایا جاسکتا ہے

وَكَيْفَ اعْتَقَدْتُمْ بِأَنَّ الْإِلٰهْ ... يَمُوتُ وَيُدْفَنُ تَحْتَ التُّرَابْ

اور کیا خدا بھی مر کر مٹی کے نیچے دفن کیا جا سکتا ہے

وَيَطْلُبُ مِنْ خَلْقِهِ شَرْبَةً ... لِيُطْفِيَ عَنْ قَلْبِهِ الْالْتِهَابْ

اور کیا خدا بھی اپنی مخلوق سے پیاس بجھانے کے لئے شربت کا پیالہ مانگ سکتا ہے

فَجَاءَ لَهُ وَاحِدٌ مِنْهُمُو ... يَؤُمُّ بِخَلٍّ وَبِئْسَ الشَّرَابْ

اور پھر کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تو شربت مانگے اور اُسکے بندے بجائے شربت کے سرکہ اور کڑوا پانی لاکر خدا کو دیدیں

فَأَلْقَاهُ فِي الْأَرْضِ بُغْضًا لَهُ ... وَمَاتَ حَلِيفَ الظَّمَا ذَا اكْتِئَابْ

اور پھر بندے اپنے خدا کو بغض و عداوت میں زمین پر ڈالدیں اور خدا تڑپ تڑپ کر پیاسا مرجائے

[1] یہ قصیدہ منتخب التجیل لمن حرّف التورات والانجیل للعلامۃ المسعودی مطبوعہ مصر کے اخیر میں بطور

وَیُوضَعُ ذُلًّا عَلٰی رَأْسِہٖ — مِنَ الشَّوْکِ تَاجٌ یَقْتَضِیْبُ الْغُرَابُ

اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے اپنے خدا کو ذلیل کرنے کے لئے کانٹوں کا تاج اسکے سر پر رکھ دیں

أَسَالَ دِمَاءَہٗ عَلٰی خَدِّہٖ — وَصَارَتْ عَلٰی وَجْہِہٖ کَالْخِضَابِ

اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے خدا کو اسقدر خون آلودہ کریں کہ خون خدا کے رخساروں پر بہنے لگے اور خدا کا چہرہ خون میں رنگین ہو جائے

وَقَدْ کَانَ یُبْصَقُ فِیْ وَجْہِہٖ — وَیُطْعَنُ فِیْ جَنْبِہٖ بِالْحِرَابِ

اور کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کے چہرہ پر تھوکا جائے اور اسکے پہلو میں نیزہ مارا جائے

وَذٰلِکَ بَعْضُ الَّذِیْ قَدْ جَرٰی — عَلَیْہِ مِنَ الْقَوْمِ شَیْخٍ وَّشَابٍ

یہود اور نصاریٰ کے زعم کے مطابق جو کچھ ماجرا پیش آیا اس میں کا یہ کچھ نمونہ ہے

وَمِنْ بَعْدِ ھٰذَا التَّعَدُّدِ وَسَنَۃٍ — اِلٰھًا وَلَمْ تَسْتَحُوْا مِنْ عِتَابٍ

تعجب ہے کہ اس مجبوری اور لاچاری کے بعد اُن کو خدا سمجھتے ہو اور شرماتے بھی نہیں

وَمَا ھُوَ اِلَّا کَاَمْثَالِہٖ — عُبَیْدٌ لِخَالِقِہٖ ذُو اقْتِرَابٍ

حالانکہ حضرت مسیح اور پیغمبروں کی طرح خدا کے ایک مقرب بندہ تھے

کَمَا قَالَ ذٰلِکَ عَنْ نَفْسِہٖ — بِنَصٍّ صَرِیْحٍ اَتٰی فِی الْکِتَابِ

جیسا کہ خود حضرت مسیح سے اسکا اقرار قرآن اور انجیل میں صراحۃً مذکور ہے

وَلَوْ کَانَ رَبًّا کَمَا تَزْعُمُوْنَ — فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِکَشْفِ الْعَذَابِ

اگر حضرت مسیح خود خدا تھے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو پھر موت کا پیالہ ٹلنے کی کس سے امید کرتے تھے اور کس سے اپنی مصیبت ٹلنے کی دعا مانگتے تھے کیا خدا بھی دعا مانگا کرتا ہے

وَمَنْ ذَا الَّذِیْ رَدَّ رُوْحًا لَّہٗ — وَقَدْ فَارَقَتْ جِسْمَہٗ بِالذَّھَابِ

اور مرنے کے بعد کس نے اُنکی روح کو واپس کیا جبکہ اُنکی روح اُنکے جسم سے جدا ہو گئی تھی

وَمَنْ کَانَ مِنْ بَعْدِہٖ حَافِظًا — نِظَامَ الْوُجُوْدِ لِوَقْتِ الْاِیَابِ

اور اُن کے مرنے کے بعد اس عالم کے نظام کا کون محافظ اور نگہبان تھا

أَرَبٌّ سِوَاہُ بِتَدْبِیْرِہٖ — تَکَفَّلَ اَمْ دَنَتْ لِلْخَرَابِ

کیا کوئی اور خدا اس عالم کی تدبیر کا کفیل اور ذمہ دار ہوا یا یہ تمام عالم خراب اور برباد ہو گیا

وَھَلْ صَلْبُہٗ کَانَ عَنْ زَلَّۃٍ — وَاِلَّا عَلَامَ اسْتَحَقَّ الْعِقَابَ

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمہارے زعم کے مطابق کیوں صلیب دی گئی۔ اگر کسی لغزش کی بناء پر صلیب دیئے گئے تو لغزش کا صادر ہونا الوہیت کے منافی ہے اور اگر کوئی لغزش نہیں ہوئی تو پھر بلاوجہ کیوں سزا کے مستحق ہوئے۔

وَهَلْ اَحْسَنَ الْقَوْمُ فِیْ صَلْبِهٖ ‏ ‏ لِتَخْلِیْصِ اَشْیَاخِکُمْ وَالشَّبَابْ

نیز یہ بتلایا جائے کہ یہود نے جو حضرت مسیح کو جو صلیب دی کیا یہ اچھا کام کیا کہ اس سے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور تم لوگ بوڑھے

وَاِلَّا اَسَاؤُا بِجَلْبِ الْخَلَاصِ ‏ ‏ لَکُمْ اِنَّ هٰذَا الشَّیْئُ عُجَابْ

یا برا کام کیا کہ تم کو گناہوں سے چھڑایا - تمہاری یہ بات نہایت عجیب ہے

فَاِنْ قُلْتُمُوْا اِنَّهُمْ اَحْسَنُوْا ‏ ‏ وَلَمْ یَفْعَلُوْا غَیْرَ عَیْنِ الصَّوَابْ

اگر تم یہ جواب دو کہ یہود کا یہ فعل نہایت مستحسن اور عین صواب تھا

اَقُلْ فَعَلَامَ تُعَادُوْنَهُمْ ‏ ‏ وَمَنْ یَصْنَعِ الْخَیْرَ یُجْزَا الثَّوَابْ

تو پھر میں یہ کہونگا کہ تم یہودیوں سے دشمنی کیوں رکھتے ہو جو خیر اور بھلائی کا کام کرے اُسکو جزائے خیر ملنی چاہیے نہ یہ کہ اُس سے دشمنی کیجائے

وَاِنْ قُلْتُمُوْا اِنَّهُمْ اَجْرَمُوْا ‏ ‏ بِصَلْبِ الْاِلٰهِ وَبِئْسَ الْمُصَابْ

اور اگر یہ کہو کہ انہوں نے خدا کو صلیب دیکر جرم کا ارتکاب کیا

اَقُلْ کَیْفَ هٰذَا وَلَوْلَاهُ مَا ‏ ‏ تَخَلَّصْتُمُوْا مِنْ وَخِیْمِ الْمَآبْ

تو میں یہ کہونگا کہ یہود اگر صلیب دیکر جرم کا ارتکاب کرتے تو تم گناہوں کے بُرے انجام سے رہا نہ ہوتے یہود کا یہ جرم ہی کفارہ کا سبب بنا

وَهَلْ رَضِیَ الصَّلْبَ اَمْ مُکْرَهٌ ‏ ‏ عَلَیْهِ فَمَا هُوَ فَصْلُ الْخِطَابْ

نیز یہ بتلاؤ کہ حضرت مسیح علیہ السّلام صلیب دینے سے راضی تھے یا ناراض تھے اس بارہ میں کیا قول فیصل ہے

فَاِنْ قُلْتُمُوْا صَلْبُهٗ عَنْ رِضًی ‏ ‏ لِتَکْفِیْرِ ذَنْبِ امْرِئٍ مِنْهُ تَابْ

اگر یہ کہو واقعہ صلیب حضرت مسیح کی خوشی اور رضامندی سے تھا تاکہ اُس شخص کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس نے گناہ کرکے توبہ کرلی

وَاَعْنِیْ بِهٖ اٰدَمَ الْفَضْلِ مَنْ ‏ ‏ بِمَوْلَاهُ مِمَّا جَنٰی قَدْ اَنَابْ

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جنھوں نے لغزش کے بعد اپنے مولا کی طرف رجوع کیا

وَسَامَحَهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ‏ ‏ وَذَا بَعْدَ تَوْفِیْقِهٖ لِلْمَتَابْ

اور جنکو اللہ ہی نے اپنی رحمت سے توبہ کی توفیق دی اور اپنے ہی فضل سے اُنکی خطا کو معاف کیا اور خلافت کا تاج اُنکے سر پر رکھا

فَاَنْتُمْ کَذَبْتُمْ عَلٰی رَبِّکُمْ ‏ ‏ لِمَا صَحَّ مِنْ نَعْلِهٖ فِی الْکِتَابْ

تو ہم یہ کہیں گے کہ تم غلط کہتے ہو کہ حضرت مسیح یہود کے اس فعل سے راضی تھے اس لیے کہ انجیل میں تصریح ہے

فَقَدْ کَانَ یَهْرُبُ مِنْ صَلْبِهٖ ‏ ‏ وَیَبْکِیْ عَلٰی نَفْسِهٖ بِانْتِحَابْ

کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے بھاگنا چاہتے تھے اور روتے تھے

وَيَدْعُو اَجِرْنِي اِلٰهَ السَّمَا　　بِفَضْلِكَ مِنْ ذِي الْاُمُوْرِ الصِّعَابِ

اور خدا کو پکارتے تھے کہ اے آسمان کے خدا مجھ کو ان مصیبتوں سے چھڑا۔

وَاِيْلِي اِيْلِي نَادٰى بِهَا　　لِمَ الْيَوْمَ تَتْرُكُنِي لِلْعَذَابِ

اور ایلی ایلی کہتے تھے کہ اے خدا مجھ کو دشمن کے عذاب میں کیوں ڈال دیا۔

اِذَا كَانَ يُمْكِنُ يَا خَالِقِي　　خَلَاصِي فَافْعَلْهُ يَا خَيْرَ آبِ

اے باپ اگر میری رہائی ممکن ہو تو مجھ کو ان دشمنوں سے چھڑا اور نجات دے۔ ان سب باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے بالکل راضی نہ تھے

فَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ　　لِمَوْلَاهُ عَبْدٌ بِغَيْرِ ارْتِيَابِ

اور مصیبت کے وقت خدا کو پکارنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح بلاشبہ خدا کے بندے تھے

وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّكُمْ　　كَذَبْتُمْ وَقُلْتُمْ خِلَافَ الصَّوَابِ

نیز یہ تمام امور اس امر کی بھی واضح دلیل ہیں کہ تمہارا یہ قول (کہ حضرت مسیح صلیب سے راضی تھے) بالکل غلط ہے

وَاِنْ قُلْتُمُو الصَّلْبُ قَهْرًا جَرٰى　　فَيَا عَجْزَ رَبٍّ قَوِيِّ الْجَنَابِ

اور اگر یہ کہو کہ جبراً و قہراً ان کو صلیب دی گئی تو پھر خدائے قادر و توانا کا بندوں کے سامنے عاجز ہونا لازم آتا ہے

بِتَعْلِيْقِهٖ فَوْقَ عُوْدِ الصَّلِيْبِ　　لَقَدْ جَاءَهُ اللَّعْنُ مِنْ كُلِّ بَابِ

کہ بندوں نے زبردستی خدا کو صلیب پر لٹکایا اور لعنت نے آکر ہر طرف سے خدا کو گھیر لیا۔

اَجِيْبُوْا سُؤَالِي وَلَا تُهْمِلُوْا　　فَاِنَّ السُّكُوْتَ عَلَيْكُمْ يُعَابُ

میرے اس سوال کا جواب دو آپ جیسے فضلاء کا نہ جواب دینا اور سکوت کر جانا نہایت معیوب ہے

وَهَا قَدْ نَصَحْتُ وَمَا اَرْتَجِي　　بِنُصْحِي لَكُمْ غَيْرَ حُسْنِ الثَّوَابِ

میں نصیحت کر چکا اور خدا سے اجر اور ثواب کا امیدوار ہوں

وَمَوْتِي عَلٰى دِيْنِ خَيْرِ الْوَرٰى　　وَاَنْ لَا اَرٰى هَوْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ

اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر میرا خاتمہ ہو اور قیامت کی مصائب سے محفوظ رہوں آمین

فَاِنْ تَقْبَلُوْهُ فَذَا مَقْصِدِي　　وَفِيْهِ سُرُوْرِي وَلِي يُسْتَطَابُ

اگر تم میری اس نصیحت کو قبول کرو تو یہ عین مقصد ہے اور میری انتہائی مسرت اور خوشی ہے

وَاِلَّا فَاَنْتُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ　　وَقَدْ بَانَ مَا كَانَ خَلْفَ الْحِجَابِ

ورنہ تم کو اپنا دین مبارک ہو۔ خوب سمجھ لو کہ حق سے پردہ اٹھ چکا ہے

اَلجُنُونُ فُنُونٌ

انہی فاضل ادیب شیخ احمد علی ملیجی کا یہ دوسرا قصیدہ ہے جسکو فاضل مرحوم نے الجنون فنون کے نام سے موسوم کیا ہے وہ بھی ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔

قَومُ عِیسٰی قَدْ تَغَالَوْا   فِیْهِ جَهْلاً وَضَلاَلاً

نصاریٰ نے حضرت مسیح کے بارہ میں اپنی جہالت اور گمراہی سے بہت غلو کیا

حَیْثُ قَالُوا مُذْ اَتَاهُمْ   اَنْتَ رَبٌّ قَالَ لاَ لاَ

جب حضرت مسیح آئے تو اُن لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے رب ہیں حضرت مسیح نے فرمایا ہرگز نہیں ہرگز نہیں

مَا اَنَا اِلاَّ عُبَیْدٌ   اَعْبُدُ اللّٰهَ تَعَالٰی

میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔   اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا ہوں

فَاَجَابُوهُ عِنَادًا   لَمْ نُصَدِّقْ ذَا الْمَقَالَا

نصاریٰ نے جواب دیا کہ ہم آپ کی اس بات کو نہیں مانیں گے

اِنْ یَکُنْ مَا قُلْتَ حَقًّا   وَصَحِیْحًا لاَ مُحَالَا

اگر یہ صحیح ہے کہ آپ خدا نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں

کَیْفَ مِنْ غَیْرِ نِکَاحٍ   جِئْتَ یَا نُوْرًا تَلاَلاَ

تو اے نور مجسم (خطاب بہ حضرت مسیح) اگر تو خدا نہیں تو پھر بغیر نکاح کے کیسے پیدا ہوا

قَالَ مَا هٰذَا عَجِیْبٌ   یُوْرِثُ الْفِکْرَ اشْتِغَالَا

حضرت مسیح نے فرمایا یہ کوئی عجیب بات نہیں جس سے فکر کو تشویش میں ڈالا جائے

مَا اَنَا اِلاَّ کَجَدِّیْ   اٰدَمٍ فِی الْخَلْقِ حَالَا

میں پیدائش میں اپنے جد امجد حضرت آدم کے مشابہ ہوں اُن کی طرح بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں

نَعْصُوهُ ثُمَّ قَالُوا   اَنْتَ رَبٌّ لاَ جِدَالَا

نصارے نے کہا۔ نہیں۔ ہم تو آپ کو خدا ہی مانیں گے

فَاقْصُرِ الْقَوْلَ وَدَعْنَا   یَا اِلٰهًا لَنْ یَزَالَا

اے مسیح آپ تو ان باتوں کو رہنے دیجے آپ تو ہمارے خدا ہی ہیں

فَاعْجَبُوْا یَا قَوْمُ مِنْهُمْ   زَادَهُمْ رَبِّیْ خَبَالَا

اے اقوام عالم نصاریٰ کی ان باتوں کو سنو اور تعجب کرو۔ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کی بد عقلی کو اور ترقی دے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱- اَعُبَّادَ الْمَسِیحِ لَنَا سُوَالٌ نُرِیدُ جَوَابَہُ مِمَّنْ دَعَاہُ

اے مسیح بن مریم کے پرستش کرنے والو! ہمارا تم سے ایک سوال ہے جو شخص اُن کو خدا کہتا ہو اس سے جواب چاہتے ہیں۔

۲- إِذَا مَاتَ الْإِلٰہُ بِصُنْعِ قَوْمٍ أَمَاتُوہُ فَمَا ہٰذَا الْإِلٰہُ

جس خدا کو کوئی قوم اپنی تدبیر سے مار ڈالے وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ خدا تو غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا

۳- وَہَلْ أَرْضَاہُ مَا نَالُوہُ مِنْہُ فَبُشْرَاہُمْ إِذَا نَالُوا رِضَاہُ

اور نصاریٰ یہ بتلائیں کہ یہود کے اس ناپاک فعل (یعنی قتل وصلب) کے جس کے آپ قائل ہیں، انہوں نے حضرت مسیح کو خوش کیا یا ناراض کیا۔ اگر یہود نے اس فعل سے حضرت مسیح کی خوشنودی حاصل کی ہے تو آپ کو چاہئے کہ یہود کو بشارت اور مبارکباد دیں۔

۴- وَإِنْ سَخِطَ الَّذِی فَعَلُوہُ فِیہِ فَقُوَّتُہُمْ إِذًا أَوْہَتْ قُوَاہُ

اور اگر حضرت مسیح یہود کے اس نازیبا فعل یعنی قتل اور صلب سے ناراض ہوئے تو پھر اسکا مطلب یہ ہوا کہ ان کی قوت نے حضرت مسیح کی قوت کو کمزور بنا دیا۔ گویا کہ بندے خدا پر غالب آگئے۔

۵- وَہَلْ بَقِیَ الْوُجُودُ بِلَا إِلٰہٍ سَمِیعٍ یَسْتَجِیبُ لِمَنْ دَعَاہُ

اور جب آپکے نزدیک حضرت مسیح صلیبی موت سے مر گئے تو یہ بتلائیے کہ یہ عالم کون بغیر خدا و ند سمیع وبصیر اور مجیب الدعوات کے کیسے باقی رہا؟

۶- وَہَلْ خَلَتِ الطِّبَاقُ السَّبْعُ لَمَّا ثَوٰی تَحْتَ التُّرَابِ وَقَدْ عَلَاہُ

اور آپ کے نزدیک جب خدا صلیبی موت سے مر کر مٹی کے نیچے مدفون ہو گیا تو یہ بتلائیے کہ ساتوں آسمان کیا خدا سے خالی رہ گئے۔؟

۷- وَہَلْ خَلَتِ الْعَوَالِمُ مِنْ إِلٰہٍ یُدَبِّرُہَا وَقَدْ سُمِرَتْ یَدَاہُ

اور آپکے نزدیک جب خدا کے دونوں ہاتھوں میں میخیں لگا دی گئیں تو کیا یہ سارے جہان اپنے تدبیر کرنے والے خدا سے خالی ہو گئے۔؟

۸۔ وَکَیفَ تخلّت الاملاکُ عنہ ۔۔۔ بنصرِھِم وقد سَمِعُوا بُکاہٗ

اور آسمان اور زمین کے فرشتے حضرتِ مسیح سے کیسے علیحدہ رہے ۔ فرشتے صلیب پر ان کے گریہ دیکھا اور فریاد سنتے رہے مگر کوئی مدد نہ کی۔

۹۔ وَکَیفَ اَطَاقَتِ الخَشَبَاتُ حَمْلَ الْاِلٰہِ الحَقِّ مَشْدُوْدًا قَفَاہٗ

اور نصاریٰ یہ تبلائیں کہ چند لکڑیوں میں خدا کے اٹھانے کی طاقت کہاں سے آئی جس حال میں دشمنوں نے خدا کی گردن کو باندھ دیا تھا حالانکہ وہ صلیب کی لکڑی بھی اسی مخلوق تھی۔

۱۰۔ وَکَیفَ دَنیٰ الحَدِیْدُ اِلَیہِ حَتّٰی ۔۔۔ یُخَالِطَہٗ وَتَلْحَقُہٗ اَذَاہٗ

اور لوہے کی کیسے مجال ہوئی کہ خدا کے قریب جائے اور اس کو تکلیف اور ایذا پہونچائے۔

۱۱۔ وَکَیفَ تَمَکّنَتْ اَیدِیْ عِدَاہٗ ۔۔۔ وَطَالَتْ حَیْثُ قَدْ صَفَعُوْا قَفَاہٗ

اور دشمن جو اسی خدا کے بندے تھے ان کو یہ کیسے قدرت ہوئی کہ اپنے ناپاک ہاتوں کو خدا کی طرف دراز کریں اور اس کے طمانچے لگائیں۔

۱۲۔ وَھَلْ عَادَ المسیحُ الیٰ حیاۃٍ ۔۔۔ اَمِ المُحیِی لہ ربٌّ سِواہٗ

اور پھر مرنے کے بعد حضرت مسیح کس طرح دوبارہ زندہ ہوئے۔ وہ کون پروردگار ہے جس نے ان کو دوبارہ حیات عطا کی۔

۱۳۔ وَیَا عَجَبًا لِقَبرٍ ضَمَّ رَبًّا ۔۔۔ وَاَعْجَبُ مِنْہُ بَطْنٌ قَدْ حَوَاہٗ

اور تعجب ہے اس قبر پر جس نے اپنے اندر خدا کو چھپالیا - اور اس سے زائد تعجب اس شکم مادر پر ہے جس نے اپنے احاطہ میں خدا کو محفوظ رکھا۔

۱۴۔ اَقَامَ ھُنَاکَ تِسْعًا مِنْ شُھُوْرٍ ۔۔۔ لَدَی الظُّلُمَاتِ مِنْ حَیضٍ غِذَاہٗ

اور پھر نو مہینے تک پیٹ کی تاریکیوں میں خدا کا قیام رہا اور خونِ مادر اس کی غذا رہی۔

۱۵۔ وَشَقَّ الفَرجَ مَوْلُوْدًا صَغِیْرًا ۔۔۔ ضَعِیْفًا فَاتِحًا لِلثَّدْیِ فَاہٗ

اور پھر شرمگاہ سے اسکی ولادت ہوئی ایسی حالت میں کہ منھ پستان کے لئے کھلا ہوا تھا

۱۶۔ وَیَاکُلُ ثُمَّ یَشْرَبُ ثُمَّ یَاْتِیْ ۔۔۔ بِلَازِمِ ذَاکَ ھَلْ ھٰذَا اِلٰہٌ

اور پھر کھانا اور پینا اور بشری حاجتیں اُن کے ساتھ لازم و ملزوم بنی رہیں کیا اتنی

حاجتوں والا بھی خدا ہو سکتا ہے۔

۱۷۔ سُبْحَانَهٗ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ اِفْكِ النَّصَارٰى عَمَّا افْتَرَاهُ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نصاریٰ کے ان بہتانوں سے پاک اور بری ہے۔ قیامت کے دن اس افتراء کی باز پرس ہو گی۔

اہل اسلام کا یہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندے اور رسول برحق تھے۔ جب ان کے دشمنوں نے اُن کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو بھیج کر زندہ اور صحیح وسالم آسمان پر اٹھا لیا اور وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی مسجد میں ان کا نزول ہوگا اور مسلمان اُن کے ساتھ ہوں گے اور مسلمانوں کے پیشوا اور امام ہوں گے۔ اور تمام عیسائی جو تثلیث کے قائل ہیں وہ سب اُن کے ہاتھ پر تائب ہوں گے اور مسلمانوں کی طرح نصاریٰ بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ بندہ اور رسول مانیں گے اور دجال اور یہودیوں کو قتل کریں گے تاکہ اُن کے اس زعم فاسد کا کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر کے صلیب پر لٹکایا، باطل ہونا دنیا کے سامنے ظاہر ہو جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وصلی اللّٰهُ تعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وعلٰی اٰله واصحابه اجمعین وعلینا معهم برحمتك یا ارحم الراحمین ؛

۲۱ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۸۰ھ

محمد ادریس کان اللّٰہ لہ وکان ہو للّٰہ آمین

(مطبوعہ تعلیمی پریس بیرون اکبری گیٹ لاہور)